نایاب جواہر

بفیضانِ نظر

مجدد دین وملت خواجہ، اخندزادہ
حضرت سیف الرحمٰن پیرارچی مبارک صاحب
رحمۃ اللہ علیہ
امام خراسان فقیر آباد شریف لاہور

بفیضانِ کرم

فخر اہلسنت، شیخ العلماء، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
سرکار میاں محمد حنفی سیفی صاحب
دامت برکاتہم العالیہ
آستانہ عالیہ راوی ریان شریف

ترتیب واشاعت الفقیر محمد شیر مظفر سیفی 0333-4609501

نام کتاب : نایاب جواہر

حصہ اوّل انٹرویو : مجددِ عصر شیخ المشائخ پیر طریقت رہبرِ شریعت
حضرت خواجہ اخوندزادہ سیف الرحمان
پیر ارچی مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ
صفحہ نمبر 3

حصہ دوم لطائف کی زندگی: پیر طریقت رہبر شریعت علامہ مولانا حضرت صاحبزادہ یار جان سیفی صاحب مبارک صفحہ نمبر 27

حصہ سوم ذکر کے فوائد صفحہ نمبر 46

خصوصی شفقت : پیر طریقت رہبرِ شریعت سرکار میاں محمد حنفی سیفی صاحب

ترتیب واشاعت: محمد شیر مظفر سیفی (Tel: 0333-4609501)

پروف ریڈنگ
افتخار ارشد بٹ محمدی سیفی

معاون خصوصی
الحافظ القاری صاحبزادہ جواد احمد محمدی سیفی

اشاعتِ اوّل فروری 2011

قیمت

ملنے کا پتہ
مکتبہ سیفیہ لکھوڈیر فقیر آباد شریف لاہور

مکتبہ محمدیہ سیفیہ، راوی ریان شریف
(ماسٹر محمد فیاض محمدی سیفی)

آئینہ

دنیائے اسلام کے عظیم شیخ طریقت

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مدظلہ العالی

(احوال و آثار، خدمات و کارہائے نمایاں اور عقائد و نظریات)

تحریر و ترتیب: مرزا مجاہد احمد، ملک محبوب الرسول قادری

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت 1349ھ میں جلال آباد (افغانستان) سے 20 کلو میٹر دور جنوب کی طرف واقع ایک گاؤں بابا کلی، ارچی میں ہوئی۔ آپ کے والدین نے آپ کا نام سیف الرحمٰن رکھا۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم، ناظرہ قرآن مجید اور کچھ سورتوں کا حفظ اپنے والد گرامی حضرت قاری سرفراز خاں سے کیا جو خدا ترس اور نیک انسان تھے اور فقراء کے ساتھ بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔

حصول علم دین کے لیے سفر

جب آپ کی عمر 13 برس ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ اس کے بعد آپ نے حصول علم دین کے لیے پشاور کا رخ کیا اور یہاں جید علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ اس کے بعد اپنے وطن واپس آ کر کتب تصوف کا کثرت سے مطالعہ کرنے لگے۔

آپ کے اساتذہ کرام

آپ نے علوم عقلیہ و نقلیہ، تفسیر و حدیث فقہ و اصول فقہ، صرف و نحو وغیرہ درج

ذیل اساتذہ کرام سے حاصل کیے:

1- حضرت مولانا محمد آدم خان صاحب آمازو گڑھی
2- شیخ القرآن محمد اسلام بابا صاحب بابا کلی کوٹ
3- حضرت مولانا ولید صاحب
4- مولوی محمد اسلم صاحب حیدر خیل کوٹ
5- مولانا محمد حسین صاحب مترانی گاؤں
6- مولانا محمد فقیر صاحب سرہ غنڈے
7- فرید کلاجات مولانا عبدالباسط صاحب
8- سید عبداللہ شاہ صاحب
9- سید احمد خیل گاؤں صاحب
10- مولوی صاحب لوگر باغ سری پایان ضلع قندوز

اس کے علاوہ کئی ماہرین اسرار و دقائق اور عارفین سے استفادہ کیا۔

ازدواجی زندگی

آپ نے کل سات نکاح کیے۔ جب پہلی شادی کی۔ تو بیوی کا انتقال ہو گیا پھر شادی کی۔ ایک کو طلاق دی۔ اس وقت آپ کے عقد میں چار ازواج ہیں:

آپ کی اولاد میں 13 بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

بیٹوں کے نام یہ ہیں:

1- محمد سعید حیدری سابقہ چیف جسٹس سپریم کورٹ حکومت افغانستان
2- مولوی احمد سعید المعروف یار صاحب
3- شیخ الحدیث مولانا محمد حمید جان
4- عبدالباقی
5- قاری حافظ مولانا محمد حبیب
6- حافظ سید احمد حسین

7- محمد سیف اللہ

8- محمد صفی اللہ

9- سید احمد حسن

10 محمد مجیب اللہ

11- محمد حبیب اللہ

12- سید محمد محسن

13- حسین اللہ

قطغن روانگی

پہلی شادی کے 6 ماہ بعد آپ قطغن گئے اور لودین میں اقامت اختیار کی جو ضلع قندوز میں ہے۔ یہاں 3 سال تک قیام پذیر رہے۔ حکومت افغانستان کی طرف سے دشتِ ارچی میں آپ کو زمین دی گئی جہاں آپ نے مکان بنا کر رہائش اختیار کی۔ آبادی بڑھتے بڑھتے گاؤں کی شکل اختیار کر گئی۔ یہاں آپ نے مسجد تعمیر کی اور بغیر کسی اجرت کے امامت و خطابت اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور ساتھ ساتھ اپنی زمینوں پر بھی کام کرتے رہے۔

بیعت

آپ کی ملاقات حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو آپ ان کی شخصیت سے حد درجہ متاثر ہوئے۔ بالآخر آپ حضرت طالقانی کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اس وقت آپ کی عمر 32 سال تھی۔

1381ھ میں حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ وصال پا گئے تو آپ ان کے خلیفہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے اور منازل سلوک طے کرنے لگے۔ حضرت سمنگانی نے نہایت توجہ اور محنت و محبت سے آپ کی تربیت کی۔ ایک مرتبہ حضرت سمنگانی سخت بیمار ہوئے تو انہوں نے اپنے تمام مریدین آپ کے حوالے کر دیئے اور ان کی تربیت کی ذمہ داری آپ کو سونپی۔

اس کے کچھ عرصہ بعد آپ مختلف علاقہ جات میں جا کر نشر معرفت اور اپنے شیخ حضرت سمنگانی کے مریدین کی تربیت کے لیے سخت محنت و جدوجہد کرنے لگے۔ اس پر حضرت سمنگانی نے آپ کو مطلق خلافت عطا کی۔ آپ نے حضرت سمنگانی کی خدمت میں 3 سال گزارے۔

آپ اپنے مرشد گرامی کے امر کے مطابق حاجی پچیرو کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طریقہ عالیہ قادریہ میں ان سے تلقین کے طلبگار ہوئے چنانچہ انہوں نے آپ کو تلقین کی اور استعداد و صلاحیت کے پیش نظر خلافت سے بھی نوازا۔

تبلیغ دین کے لیے سفر

آپ تبلیغ اسلام کے لیے افغانستان سے پاکستان آئے اور نوشہرہ میں مولانا عبدالسلام کے گھر قیام کیا۔ صاحب خانہ کا تقریباً سارا خاندان آپ سے بیعت ہو گیا۔ یہاں رہ کر آپ طالبان حق کی تربیت فرماتے رہے۔

افغانستان واپسی

پاکستان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد افغانستان واپس چلے گئے اور ننگرہار، جلال آباد، نعمان اور ان کے اطراف میں درس معرفت کے جام پلاتے رہے۔

ارچی قندوز میں آمد

اس کے بعد حضرت پیر صاحب اپنے مرشد مولانا محمد ہاشم سمنگانی کے حکم پر اپنے وطن دشتِ ارچی تشریف لے گئے اور وہاں معرفت خداوندی کے فروغ و اشاعت کے لیے سرگرم ہو گئے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب حضرت پیر صاحب ارچی کے لیے روانہ ہونے لگے تو آپ کے مرشد گرامی آپ کی جدائی برداشت نہ کر سکے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس واقعہ سے یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ آپ کے مرشد گرامی کو آپ سے کس قدر محبت تھی۔

حضرت سمنگانی کا وصال

حضرت سمنگانی 1391ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

جب حضرت پیر صاحب کو آپ کے وصال کی خبر ملی تو زار و قطار رونے لگے اور اپنے مرشد گرامی کے مزار پر جو نوشہرہ کے نزد موضع پیر سباق میں واقع ہے افغانستان سے تشریف لائے اور آپ کا مزار دیکھ کر پیر صاحب کی حالت غیر ہو گئی۔ اپنے مرشد گرامی کے مزار کی تزیین و آرائش کروائی تا کہ زائرین اور یہاں بیٹھنے والوں کو تکلیف نہ ہو

سلسلہ قادریہ اور سہروردیہ میں ارشاد کی اجازت

حضرت سمنگانی کے وصال کے بعد آپ حضرت طالقانی کے مزار پر حاضر ہوئے اور سلسلہ قادریہ و سہروردیہ کے ارشاد کی اجازت حاصل کی۔

ارچی قندوز میں واپسی

پھر آپ اپنے وطن واپس تشریف لائے لوگ دور دراز سے علم و عرفان کے جام پینے کے لیے آپ کے پاس آنے لگے۔ قندوز کے آس پاس کے علاقوں کابل، بخار، ام البلاد، بلخ، جورجان، قندھار، سمنگان وغیرہ کے اضلاع میں آپ کے معتقدین و مریدین کی تعداد کافی بڑھ گئی۔

اس دوران مولوی عبدالسلام فاریابی نامی شخص آپ کی مخالفت کرنے لگا۔ آپ فاریاب گئے جر قدوق میں قیام کیا اور مولوی عبدالسلام فاریابی کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ تین دن مسلسل انتظار کے باوجود فاریابی مناظرہ کے لیے نہ آیا۔

زیارت حج بیت اللہ

1398ھ میں آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور روضۂ رسول پر بھی حاضری دی اور مختلف علاقہ جات کی سیاحت کے بعد اپنے وطن واپس پہنچے۔

پاکستان کی طرف ہجرت

افغانستان میں جب دہریوں کا غلبہ ہو گیا تو آپ نے پاکستان کی طرف ہجرت کی اور پاکستان میں ضلع نوشہرہ کے ایک گاؤں پیر سباق میں اپنے مرید مولانا عبدالسلام کے پاس قیام کیا اور یہاں دعوت الی اللہ دینے لگے۔ چند وجوہات کی بنا پر آپ پیر سباق کو چھوڑ کر نوشہرہ آئے اور ایک جامع مسجد دل آرام میں خطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے۔

نوشہرہ میں آپ نے تبلیغی جماعت کو مغلوب کیا اور 3 سال تک نوشہرہ میں قیام کیا۔ اس کے بعد نوشہرہ سے علاقہ کھجوری، باڑہ گئے اور وہاں مسجد، دارالعلوم اور سالکین کے لیے ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی۔

اخلاق و کردار

آپ کے اخلاق و کردار کی چند جھلکیاں درج ذیل ہیں:

محبت رسول ﷺ

محبت رسول ﷺ جان ایمان ہے۔ آپ بچپن ہی سے محبت رسول ﷺ میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ جب آپ کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک ہوتا تو بے اختیار زار و قطار رونے لگتے۔ ہر روز چھ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا آپ کا معمول ہے جس سے نبی کریم ﷺ کی عقیدت و محبت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ کثرت درود و سلام محبت محبوب خدا ﷺ کی علامت ہے۔

ایثار و سخاوت

آپ ایثار و سخاوت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا، ضرورتمندوں کی مدد کرنا آپ کا شیوہ ہے۔ آپ کا کہنا ہے:

''اگر تمام دنیا کے خزانے میرے ہاتھ میں آ جائیں تو انھیں اللہ کے راستے میں لٹا دوں۔''

مہمان نوازی

آپ کے اوصاف میں سے مہمان نوازی کی صفت بڑی نمایاں ہے۔ اس سلسلے میں آپ اپنے، پرائے، دوست، دشمن، مرید، عقیدت مند اور بڑے چھوٹے کا لحاظ نہیں رکھتے بلکہ جو کچھ بھی موجود ہوتا ہے مہمان کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

عیادت

آپ اکثر و بیشتر مریضوں کی عیادت کے لیے جاتے ہیں اور انہیں سنت کے مطابق تسلی و تشفی دیتے ہیں اور ان کی صحت کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اگر خود نہ جا سکیں تو

اپنے احباب واعزہ کو حکم دیتے ہیں کہ فلاں کی عیادت کرو۔

مولانا محمد انور سیفی اپنی کتاب ''تصویر مجدد الف ثانی یعنی پیر ارچی خراسانی'' میں آپ کے معمولات کچھ اس طرح رقم کرتے ہیں:

نوافل

اگر وقت مکروہ نہ ہوتو دو رکعت تحیۃ الوضوء ادا فرماتے ہیں آپ قدس سرہ نماز تہجد کی بارہ رکعتیں ادا فرماتے ہیں اور تہجد کے بعد صبح صادق تک چھ سو مرتبہ استغفار پڑھتے ہیں۔ صبح صادق طلوع ہونے کے بعد فجر کی سنتیں ادا فرماتے ہیں پھر مسنونہ تکیہ کے بعد 41 مرتبہ الحمد شریف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی (زیر) الحمد کے لام سے ملا کر ایک ہی سانس میں پڑھتے ہیں اور فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں سورہ الکافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص تلاوت فرماتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ **عن ابي هريرة ان رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) قرا في ركعت الفجر قل يايها الكافرون وقل هو الله احد** (مسلم شریف) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعت (یعنی دو سنتوں میں) **قل يايها الكافرون** اور **قل هو الله احد** پڑھیں۔

نماز فجر

آپ قدس سرہ نماز فجر جامع مسجد میں باجماعت ادا فرماتے ہیں اور نماز فجر کے بعد حلقہ بناتے ہیں اور کسی موجود یعنی ماہر قاری صاحب سے سورہ یٰسین شریف سنتے ہیں۔ اس کے بعد نماز اشراق تک کبھی علوم معارف میں مباحثہ فرماتے ہیں کبھی احیاء سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سالکین و مریدین کو تربیت دیتے ہیں اور کبھی نعت شریف (ذکر کے ساتھ) سنتے ہیں اور شائقین کو بیعت فرماتے ہیں یہ سلسلہ طلوع آفتاب تک جاری رہتا ہے۔

نماز اشراق

طلوع آفتاب کے تقریباً پچیس منٹ بعد چار رکعت (دو دو کر کے) نماز اشراق ادا فرماتے ہیں اس کے بعد خانقاہ شریف میں تشریف لے جاتے ہیں اور سالکین اور مہمانوں کے ساتھ مل کر ناشتہ تناول فرماتے ہیں۔

علوم معارف کا بیان

ناشتے کے بعد چاشت کے وقت تک علماء کی موجودگی میں ضروری علوم معارف اور دقائق سلوک پر گفتگو فرماتے ہیں اس کے بعد گھر تشریف لے جاتے ہیں اور وضو تازہ فرماتے ہیں، تحیۃ الوضو کے دو نفل ادا فرمانے کے بعد نماز چاشت ادا فرماتے ہیں۔

تلاوت قرآن مجید

نماز چاشت کے بعد گھر میں ہر روز تقریباً تین سپارے قرآن مجید تلاوت فرماتے ہیں پھر گھریلو، ہمسایوں اور مہمانوں وغیرہ کے حقوق و ضروریات سے فارغ ہو کر قیلولہ فرماتے ہیں جو کہ سنت ہے اس کے بعد خانقاہ شریف میں تشریف لاتے ہیں۔ سالکین اور مہمانوں کے ساتھ دوپہر کا کھانا تناول فرماتے ہیں۔

نماز ظہر

کھانے کے بعد نماز ظہر کے لیے تیاری فرماتے ہیں نماز ظہر جامع مسجد میں طول مفصل اور کبھی کبھی اوساط مفصل سے ادا فرماتے ہیں موسم گرما میں نماز ظہر تاخیر سے ادا فرماتے ہیں جیسا کہ احناف کا مذہب ہے اس حدیث شریف کے مصداق "ابردوا بالظهر فإن شدة الحر فيها من فيح جهنم" (بخاری شریف) ترجمہ: سردی کرو ساتھ ظہر کے بے شک گرمی کی شدت جہنم کی فیح میں سے ہے۔ (یعنی ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی فیح میں سے ہے) بلکہ تمام نمازیں مستحبہ اوقات پر قرات مسنونہ کے ساتھ ادا فرماتے ہیں اور سردیوں میں نماز ظہر جلدی ادا فرماتے ہیں جیسا کہ فقہائے کرام کا مذہب ہے۔ نماز ظہر کے بعد سورہ فتح کا آخری رکوع کسی قاری صاحب سے سماعت فرماتے ہیں۔ پھر اذان عصر تک ذکر توجہ اور بیعت کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور کبھی علوم معارف اور کبھی عقائد اہلسنت پر گفتگو فرماتے ہیں اور فرقہ ضالہ خوارج کے متعلق مریدین کو آگاہ فرماتے ہیں اور ان کی خباثت سے مریدین و دیگر مسلمین کو خبردار فرماتے ہیں اور کبھی علوم طریقہ نقشبندیہ اور علوم نسبت مجددیہ پر مباحثہ فرماتے ہیں۔

نماز عصر

اذان عصر کے بعد گھر تشریف لے جاتے ہیں وضو تازہ فرماتے ہیں اور تحیۃ الوضو کے دو نفل ادا کرنے کے بعد جامع مسجد میں تشریف لاتے ہیں اور مسجد میں تحیۃ المسجد ادا فرماتے ہیں اور نماز عصر جامع مسجد میں اوساط مفصل کے ساتھ ادا فرماتے ہیں۔

ختم خواجگان شریف

نماز عصر کے بعد ختم خواجگان یعنی ختم ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ختم خلفائے ثلاثہ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ختم خواجہ معصوم اول رحمۃ اللہ علیہ، ختم حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، ختم پیران حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ختم حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ، ختم حضرت امام خراسانی رحمۃ اللہ عنہ، ختم حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ عنہ اور ختم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھواتے ہیں اس کے بعد سورہ عم سماعت فرماتے ہیں اور جمعہ کے دن سورہ عم کے بعد سورۂ کہف بھی سماعت فرماتے ہیں نماز اس کے بعد دعا فرماتے ہیں پھر اذان مغرب تک خلفاء اور مریدین کے ساتھ ایک دو نعت شریف سنتے اور کبھی کبھی خود بھی مثنوی شریف کے اشعار یا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بزرگوں کے اشعار پڑھتے ہیں۔

نماز مغرب اور اوابین

غروب آفتاب کے بعد اذان مغرب ہو جاتی ہے اذان کے بعد مغرب کی نماز قصار مفصل کے ساتھ جامع مسجد میں باجماعت ادا فرماتے ہیں۔ نماز کے بعد گھر تشریف لے جاتے ہیں اور چھ رکعت (دو دو کر کے) نماز اوابین ادا فرماتے ہیں۔ اور پھر سورہ یٰسین اور سورہ واقعہ خود تلاوت فرماتے ہیں پھر خانقاہ شریف میں تشریف لے آتے ہیں اور مہمانوں اور سالکین کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے ہیں۔

آداب طریقت کی تعلیم

کھانے کے بعد نماز عشاء تک آداب طریقت کی تعلیم، اخلاق حمیدہ کی تلقین، حب اللہ اور بغض فی اللہ کی تائید، اخلاق رذیلہ سے اجتناب کی تعلیم اور شریعت

محمدیہ ﷺ کی اتباع کی تلقین، عقائد باطلہ کی تردید، مذہب حق حنفی کی تائید، مشائخ کبار رحمۃ اللہ علیہم کے تعجب انگیز اور باعبرت واقعات، مصائب اور مشکلات پر صبر کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ استقامت الشریعہ اور جمع بین الشریعت اور اتباع سنت کی تائید وغیرہ مختلف فرماتے ہیں جس میں جید علمائے کرام بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مغرب کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد اذان عشاء ہوتی ہے۔

نماز عشاء

رات کی ایک تہائی سے پہلے نماز عشاء جامع مسجد میں باجماعت اوساط مفصل کے ساتھ ادا فرماتے ہیں اور نماز وتر کے بعد سبحان الملک القدوس دوبار آہستہ اور تیسری بار بلند آواز سے پڑھتے ہیں جیسا کہ احادیث شریفہ میں ہے:

۱. عن أبي كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم إذ سلم في الوتر كان سبحان الملك القدوس.

۲. في روايته النسائي عن عبدالرحمان بن البزي عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم بقول إذسلم سبحان الملک القدوس ثلاثاً و يرفع صوته بالثالث.

ترجمہ:۔ ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب وتر کے سلام پھیرتے تو سبحان الملک القدوس پڑھتے تھے اور دوسری روایت نسائی میں ہے کہ عبدالرحمٰن ابن البزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو سبحان الملک القدوس تین مرتبہ کہتے تھے اور تیسری مرتبہ باآواز بلند فرماتے ہیں۔

وتر اور سنتوں سے فارغ ہو کر آیت الکرسی، تیسرا کلمہ، 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد اللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر وغیرہ اذکار مسنونہ کے بعد تین بار دعا مانگتے ہیں جو کہ مسنون اور مستحب عمل ہے۔ آپ عام طور پر ہر نماز کے بعد مندرجہ ذیل دعائیں پڑھتے ہیں:

آپ کی پنج گانہ نماز کے بعد کی دعائیں

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ

الْعَلِيْمِ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَاخْصُصْ مِنْ بَيْنِهِمْ حَضْرَتِ سَيِّدِنَا وَمُرْشِدِنَا وَاغْفِرْ لِاَسَاتِذِنَا وَلِتَلَامِذِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْکَافِرِيْنَo

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِيْنَ وَاَنْتَ اغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا وَاِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنَا غَيْرَ مَفْتُوْنِيْنَ وَنَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ يُقَرِّبُنَا اِلَيْکَ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ اَرْزَلِ الْعُمْرِ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقُبُوْرِ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ اِيْمَانَنَا وَسَلِّمْ دِيْنَنَا وَسَلِّمْ اِسْلَامَنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْکَافِرِيْنَo

(۳) اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْمُجَاهِدِيْنَ الْکَشْمِيْرِيْنَ وَالْبُوْسِنِيْنَ وَالسَّيْفِيِّيْنَ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ قَهِّرْ وَدَمِّرْ اَعْدَآئَنَا وَشَطِّطْ شَمْلَهُمْ وَفَرِّقْ جَمْعَهُمْ وَقَصِّرْ اَعْمَارَهُمْ وَخَرِّبْ بُنْيَانَهُمْ وَشَغِّلْهُمْ بِاَبْدَانِهِمْ وَخُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ اَللّٰهُمَّ اشْغِلِ الظَّالِمِيْنَ بِالظَّالِمِيْنَ وَاخْرِجْنَا مِنْ بَيْنِهِمْ سَالِمِيْنَ وَغَانِمِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِo

اس کے بعد موجود (یعنی ماہر) قاری سے سورہ الملک سماعت فرماتے ہیں پھر اگر جمعرات ہو تو تشریف رکھتے ہیں، محفل ذکر توجہ اور بیعت فرماتے ہیں اور ساتھ ساتھ نعت رسول مقبول ﷺ بھی سنتے ہیں اس کے بعد آپ دعا فرما کر گھر تشریف لے جاتے ہیں اور

گھر میں جا کر الم سجدہ کی تلاوت خود فرماتے ہیں اور نقشبندیہ شریف کے 36 مراقبات اور چشتیہ شریف کے چار اسباق، طریقہ قادریہ شریف و سہروردیہ شریف کے نو نو اسباق مکمل فرماتے ہیں۔

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن کے عقائد ونظریات

حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی مدظلہٗ عقائد ونظریات کے باب میں انتہائی متصلب راسخ العقیدہ باعمل مسلمان ہیں مسلکاً حنفی ماتریدی ہیں ان کا مطالعہ بہت وسیع اور متحضر ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی توحید اور حضور رسول پناہ ﷺ کی رسالت قرآن کی حقانیت وصداقت اور دیگر ضروریاتِ دین کے صرف قائل و مداح نہیں بلکہ ان کے بہترین پرچارک ہیں ان کی تبلیغ ومساعی کے نتیجہ میں لاکھوں افراد کو عقائد ونظریات کے حوالے سے پختگی اور یقین کا نور نصیب ہوا ہے بعض دیگر امور کے حوالے سے ذیل میں ہم حضرت پیر صاحب کے چند عقائد ونظریات رقم کرنے جا رہے ہیں جن کی مدد سے آپ کے مسلک و مشرب کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور پیدا کی گئی محض غلط فہمیاں (جن کے اسباب کچھ بھی ہوں) خود بخود دم توڑ جائیں گی۔

1- عظمت اولیاء اللہ

آپ عظمت اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے بے سمجھ انسان! بزرگوں کو خود پر قیاس کر کے برا نہ کہو اگرچہ بظاہر وہ ہماری طرح نظر آئے ہیں۔ مگر وہ سنت نبوی پر عمل پیرا ہو کر اپنے دل کا آئینہ صاف و شفاف کر چکے ہیں اور ان کا نفس ان کے تابع ہو گیا ہے۔ ہمارا اور ان کا فرق دیکھنا ہو تو شِیر اور شیر کے الفاظ ملاحظہ کرو۔ ہ الفاظ بظاہر اگرچہ ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن ان کے معانی میں بڑا فرق ہے۔ شِیر (دودھ) آدمی کی خوراک ہے جبکہ شیر (درندہ) بعض اوقات آدمی کو اپنی خوراک بنالیتا ہے۔"

2- عظمت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضرت شیخ عبدالقادر ہی غوث اعظم ہیں اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں۔

حضرت غوث اعظم کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا ہے وہ کسی کے انکار سے ختم نہیں ہو سکتا۔صرف میں ہی نہیں امام ربانی مجدد الف ثانی بھی آپ کو سید الاولیاء تسلیم کرتے ہیں۔''

3- مقام اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بارگاہ اعلیٰحضرت میں بایں الفاظ خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

''اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل، عاشق رسول، بے مثال عالم اور مجاہد تھے۔ وہ امام وقت اور مرد کامل تھے۔ وہ ولایت میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ اپنے وقت کے عظیم وفقیہ، بے مثال محدث و مفسر اور جامع المعقول و المعقول تھے۔ میں ان کی شخصیت سے انتہائی متاثر ہوں۔ میں عقیدے، مذہب، قوم اور علاقہ ہر اعتبار سے ان کے موافق ہوں اور ان سے کوئی اختلاف نہیں بلکہ ان کے فتاویٰ رضویہ سے خوشہ چینی کرتا ہوں۔''

4- شان علمائے اہل سنت و بزرگان دین

علمائے اہل سنت اور اسلاف کی مدح میں کہتے ہیں:

''ہمارے اسلاف کی تاریخ گواہ ہے کہ ان بزرگان دین نے اپنے وقت کے فتنوں کا تن تنہا مقابلہ کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابیوں سے ہمکنار فرمایا اور لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا فرمائی بلکہ انہوں نے لوگوں کے دلوں پر حکومتیں کیں۔ مادہ پرستی کے اس دور میں اگر روشنی کے مینار دیکھنے ہیں تو یہی بزرگان دین اور علمائے اہل سنت ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ نسبت پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ان کی مثال ریل گاڑی کے انجن کی مانند ہے۔ اگر انجن صحیح و درست حالت میں کام کرتا ہو تو پیچھے لگے ہوئے ڈبے بحفاظت منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں اور اگر خدانخواستہ انجن میں کوئی نقص یا خرابی ہو جائے تو ساتھ جڑے دیگر ڈبوں کا منزل مقصود پر پہنچنا مشکل تو کیا ناممکن ہو جاتا ہے یا تو انجن تبدیل کرنا ہوگا یا پھر اس فنی خرابی کو درست کرنا لازم ہوگا۔ یہی حالت سچے عاشقان رسول کی ہے۔''

5- شریعت وطریقت کا باہمی تعلق

شریعت وطریقت کا باہمی تعلق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''شریعت کی مثال درخت کے تنے کی طرح ہے جبکہ طریقت کی مثال شاخوں کی

سی ہے۔ اگر کسی درخت کی شاخیں کاٹ دی جائیں تو اس پر پھل کیسے آئے گا طریقت اور شریعت ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔"

6- شریعت، طریقت اور حقیقت کی مثال

شریعت، طریقت اور حقیقت کا باہمی فرق ایک مثال کے ذریعہ سمجھاتے ہیں:

"شریعت، طریقت اور حقیقت کی مثال یوں سمجھیں جیسے جھوٹ بولنا منع ہے۔ اگر کوئی شخص کوشش کرے کہ اس کی زبان پر جھوٹ جاری نہ ہو تو یہ شریعت ہے اگر دل سے جھوٹ کا خیال نکل جائے تو یہ طریقت ہے اگر زبان و دل دونوں سے یہ بات نکل جاتی ہے تو یہ حقیقت ہے۔"

7- شیخ طریقت کے لیے عالم ہونا ضروری ہے

شیخ طریقت کے لیے علم کو ضروری قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ یہ انبیائے کرام کی میراث ہے۔ عام مسلمانوں کے لیے علم کی اس قدر اہمیت ہے تو پھر شیخ طریقت کے لیے اس کی کس قدر اہمیت ہو گی۔"

8- شیخ اور سنت رسول ﷺ

شیخ کے لیے سنت رسول کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"شیخ کے لیے سنت رسول کی اتباع ضروری ہے جو شیخ خلاف سنت کام کرے وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس سے الگ ہو جانا ضروری ہے۔"

9- شیخ کامل اور مرید صادق کی علامات

شیخ کامل کی علامات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

"شیخ وہ ہے جو کچھ بھی نبی کریم ﷺ کا ناپسندیدہ ہے ترک کر دے اور جو کچھ آپ کو پسند ہے اختیار کر لے اور اپنی تمام ذاتی خواہشات کا قلع قمع کر دے۔ وہ آئینہ ذات بن کر ابھرے اور اخلاق محمدی کا نمونہ بن کر مظہر ذوالجلال ہو جائے۔"

مرید صادق کی علامات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

''مرید صادق وہ ہے جس کی تمام خواہشات ارادت کی تاثیر میں نیست و نابود ہو جائیں اور وہ اپنی تمام توجہ ماسوا سے پھیر کر شیخ کی طرف رکھے اور اسی کا جمال اس کا قبلہ ہو جائے۔''

10- تصور کرامت

ولایت کے لیے ظہور کرامت ضروری نہیں اس سلسلے میں کہتے ہیں:

''اللہ رب العزت کے انوار و تجلیات اور فیوض و برکات اولیائے کرام کو نصیب ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ان سے کرامت ظاہر ہو جاتی ہے اور بعض اوقات نہیں ہوتی۔ کرامت اور خوارق عادت ممکن ہیں۔ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو جلیل القدر منصب پر فائز تھے۔ان سے کرامتیں ظاہر نہیں ہوئیں اور بعض اولیاء سے خوارق کا ظہور ہوا ہے۔''

مزید فرماتے ہیں:

''کرامت بڑی شے نہیں قلب کا ذاکر ہونا بڑی چیز ہے۔''

11- علم و عمل کا مقصد

حصول علم اور عمل کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہونا چاہئے اس سلسلے میں فرماتے ہیں:۔

''عمل اور علم اگر رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہو تو مفید ہے وگرنہ نقصان دہ ہے۔''

12- علم ظاہر اور علم باطن کا فرق

علم ظاہر اور علم باطن کا فرق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''صنعت و حرفت کے استاد سے علم دین والا استاد افضل ہے اور علم دین والے استاد سے علم باطن والا استاد افضل ہے۔''

مزید فرماتے ہیں:

''علم ظاہر شاگرد کی لیاقت و قابلیت پر منحصر ہے جبکہ علم باطن شیخ پر منحصر ہے کیونکہ وہ مرید کے سینے میں منتقل کرتا ہے۔ ستر ہزار حجابات شیخ کی توجہ سے اٹھ جاتے ہیں اور یہاں سے سالک ابرار سے نکل کر مقربین میں شامل ہو جاتا ہے۔''

13- قلب ذاکر کی اہمیت

قلب ذاکر کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر قلب جاری ہو جائے تو ہر سانس کے بدلے ایک سو نیکی ہے اور اجر ہے۔ روح نرم اور لطیف شے ہے اور اسی لطیف شے سے لطیفہ نکلا ہے۔ لطائف کی زندگی ایک حقیقت ہے اس کا تعلق خالصتاً محسوسات سے ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ لطائف کی زندگی سے مراد ذکر الٰہی کا جاری ہونا ہے جس شخص کا قلب جاری ہو جائے وہ مر بھی جائے تو زندہ ہے کیونکہ اس کا ذکر جاری ہے۔"

14- دوران نماز چیخنا چلانا اور رونا

نماز کے دوران چیخنا چلانا اگر دکھاوے کی غرض سے ہو یا جان بوجھ کر ہو تو نماز کو فاسد کر دیتا ہے بے اختیاری کی کیفیت اس سے استثناء ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت میں پیر صاحب کہتے ہیں:

"بے اختیار ہو کر اللہ کی محبت میں رونے اور چیخنے سے نماز نہیں ٹوٹتی قرآن سنتے ہوئے آہ وغیرہ کرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا اگر درد، تکلیف یا غم کی وجہ سے آواز نکالی جائے تو مکروہ ہے۔"

پیر صاحب اپنے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"مخالفین ایک بھی گواہ پیش کر دیں کہ میں نے کبھی بھی کسی بھی نماز میں چیخ و پکار کی ہو تو میں ایک لاکھ روپے جرمانہ دینے کے لیے تیار ہوں۔"

15- فرق باطلہ سے میل جول

فرق باطلہ کے ساتھ روابط کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"باطل فرقوں کے ساتھ نکاح درست نہیں۔ احتیاط کرنی چاہئے۔ ان کے ساتھ میل جول اور اٹھنے بیٹھنے سے ایمان کا خسارہ ہوتا ہے۔"

16- عقیدہ جبریہ کے متعلق وضاحت

عقیدہ جبریہ رکھنے والوں کے متعلق کہتے ہیں:

''عقیدہ جبریہ رکھنے والے کسی طور پر بھی مسلمان نہیں۔ ایسے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے سب اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ میں ایسے لوگوں سے استفسار کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے چوری، زنا، جھوٹ اور قتل و غارت وغیرہ کرواتا ہے۔''

17- کھانے کے آداب

کھانا کھانے کے آداب کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اگر کھانا کھاتے وقت انسان ذکر جاری رکھے تو اس کی برکت سے پیٹ نور سے بھر جاتا ہے۔''

18- فکر آخرت کا درس

فکر آخرت کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک نہ ایک دن ہمیں مرنا ہے لوگ ہمیں نہلائیں گے، کفنائیں گے، دفنائیں گے۔ قبر و حشر میں حساب و کتاب ہوگا۔ اللہ کے ہاں پیشی ہوگی۔ خدانخواستہ اس وقت ہمارے دامن میں شرمندگی اور رسوائی کے سوا کچھ بھی نہ ہوا تو۔ آیئے ہم سب مل کر اپنے اعمال کا محاسبہ خود کریں۔ زندگی کا جو حصہ گزر گیا اس پر رونے دھونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اپنی بقیہ زندگی میں اس قول و فعل سے اجتناب کریں جو مذہب، دین اور ملک و قوم کے منافی ہو۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں برابر کے شریک رہیں اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے اور غیبت و بہتان تراشی سے پرہیز کریں۔ اللہ کے حضور اپنے گناہوں کی عجز و انکساری کے ساتھ معافی مانگیں اور آئندہ صدق دل سے توبہ کریں اس کے لیے چند راہنما اصول ہیں جو حق و صداقت کی مضبوطی، ارادے کی پختگی اور نیت کا خلوص پر مبنی ہیں۔ تمام مسلمانان عالم اسلام ان اصولوں کو مشعل راہ بنا کر زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔''

19- لو لا السنتان لھلک النعمان

یہ جملہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان عالیشان ہے۔ ''السنتان'' تثنیہ کا صیغہ ہے جس کی واحد ''السنة'' ہے۔ اس سے مراد دو سال ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر دو سال (جو امام جعفر صادق کی خدمت میں گزارے) نہ ہوتے تو نعمان (امام اعظم) ہلاک ہو جاتا۔

حضرت پیر صاحب اس فرمان کا ایک اور مطلب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اس جملہ میں مذکور لفظ ''السنتان'' کا سین مضموم ہے یعنی دو سنتیں۔ ایک سنت سے مراد طریقت اور دوسری سے مراد شریعت ہے۔ اس قول سے واضح ہوا کہ حضرت امام اعظم نے حضرت امام جعفر صادق سے شریعت و طریقت کے اسباق حاصل فرمائے۔''

حب الوطن من الایمان

آپ (اخندزادہ مبارک قدس سرہ) فرماتے ہیں کہ:

''میں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی (اپنے مرشد) کے ساتھ ارچی میں تھا کہ آپ (مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ حدیث شریف پڑھی۔ "حب الوطن من الایمان" (یعنی وطن کی محبت ایمان میں سے ہے) اور فارسی میں یہ شعر پڑھا۔

تو مکانی اصل تو در لا مکان

این دوکان بر بندہ و بکشاں آں دوکان

مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تاویل اس طرح فرمائی کہ محبت وطن سے مراد اصل روح ہے (اصل روح سے مراد وہ مقام ہے جہاں روح جسد عنصری میں پھونکنے سے پہلے تھی) علاوہ ازیں اس وقت آپ (مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے عجیب و غریب مقامات و عروجات بیان فرمائے۔

آپ (اخندزادہ مبارک قدس سرہ) اس وقت مراقبہ فرمایا کرتے تھے۔ پس آپ قدس سرہ نے فرمایا مجھے کشف ہوا کہ اس محبت وطن سے مراد وہ وطن ہے جس وطن میں دیدار خداوندی ہوتا ہے اور مراد اس سے جنت ہے چنانچہ جب میں نے یہ بیان کیا تو انہوں نے (مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے ڈانٹا اور اس ڈانٹنے میں یہ حکمت عملی تھی کہ میری تربیت صحیح ہو کیونکہ میں نے حدیث شریف کی تاویل مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تاویل کے خلاف کی تھی (یعنی میری تاویل مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تاویل کے الٹ تھی) اس کے بعد آپ (مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ بے شک اولیاء اللہ کے کوئی غرض و حاجت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے اور ان کو جنت اور دوزخ کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ اس پر میں (اخندزادہ مبارک قدس سرہ) نے عرض کیا کہ بے شک لوگوں کے تین قسم کے مراتب ہیں۔

1- عوام　2- خواص　3- اخص الخواص

پس عوام جنت کی آرزو اور خواہش رکھتے ہیں اس لیے کہ وہ عیش و عشرت اور راحت کی جگہ ہے اور جو خواص ہیں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر میں مستغرق ہیں اور جنت اور دوزخ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور اخص الخواص کی طلب جنت ہے کیونکہ وہاں اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا اور دیدار کی جگہ ہے اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ دوزخ اللہ تعالیٰ کے غضب اور دیدار الٰہی سے محروم ہونے کی جگہ ہے۔ پس میں (اخند زادہ مبارک قدس سرہ) نے جو تاویل کی ہے وہ اخص الخواص کے شان مرتبہ کے لائق ہے اور یہ کہ اولیاء اللہ کا دوزخ اور جنت کی پروانہ نہ کرنا یہ خواص کا مرتبہ ہے اس لیے میری اور آپ (حضرت مولانا صاحب) کی تاویل میں کوئی اختلاف نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا صاحب نے علمائے کرام کی ایک جماعت کو فرمایا کہ بے شک اخند زادہ سیف الرحمٰن اس بابت میں حق بجانب ہیں اور جو میں نے تاویل کی ہے۔ وہ خواص کا مقام تھا اور جو انہوں نے (اخند زادہ مبارک قدس سرہ) نے بیان کیا وہ اخص الخواص کا مقام تھا۔

یہاں ہم حضرت پیر صاحب کے چند مکاتیب اور تحاریر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو آپ کے کثیر المطالعہ، بالغ النظر اور جید عالم دین ہونے کا بین ثبوت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

(ذریعہ نامہ ۱۹/۱۱/۱۴۱۲ق ھ)

صدور یافته دربیان آنکه نوشته بود که شخصی، حضرت میاں محمد احمد سیفی صاحب را مکتوب ارسال کرده است که حلق شارب ممنوع و بدعتست لهذا اور اترک باید کرد بطور استشهاد دو حواله درج کرده.

۱. لیس منامن حلق الشارب (الحدیث بحواله غنیة طبع مصر ص ۱۴)

۲. در روح البیان است والسنة تقصیر الشارب فحلقه بدعة (ج ۱ ص ۲۲۲ روح البیان)

درین مسئله از آنجناب هدایت و راهنمائی مطلوب است.

حضرت پیر معظم اخندزادہ سیف الرحمان ماتریدی

مفکر اسلام حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان

تعریف کا ہر لفظ اللہ کے لیے اور سلام اُس ہستی پر جو بسیط کائنات کا سردروں ہے۔ وہ لوگ جنہوں نیک اس خاکدانِ ارضی میں بامقصد زندگی بسر کی اور محبتوں کا چراغاں کیا۔ وہ اس لائق ہوتے ہیں کہ عقیدتیں ان کے نام کی جائیں۔ دورِ حاضر میں افغانستان کی طرف سے جہاں بارود اور دھوئیں نے فضاؤں کو سیاہ اور مسموم کیا۔ ایک خبر اچھی بھی ابھری کہ اسلاف کے نقش قدم پر موبرمو کام کرنے والے عظیم صوفی بزرگ حضرت المحترم پیر سیف الرحمان ماتریدی حنفی پاکستان منتقل ہوئے۔ آپ کی آمد آمد کیساتھ لگا جیسا چمنستانوں میں بہار آگئی ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ٹوٹے ہوئے رشتے جوڑنے کی سعی فرمائی۔ ایک طویل عرصہ آپ نے زہد و ریاضت ذکر وفکر اور سعی وعمل میں گزارا۔ آپ کی زندگی کا عرق سنت رسول ﷺ کی پیروی ہے۔

متلاشیاں حقیقت کے لیے آپ راز رہنے کی بجائے آشکار ہوگئے۔ ہزاروں لوگ آپ کی صحبت میں آکر تائب عن الذنوب ہوئے۔ آپ کی زندگی کا طرۂ امتیاز دینی حمیت اور غیرت ہے۔ باطل، جھوٹ اور کذب کی طرف آپ تھوڑی دیر کے لیے بھی خواہ کتنی ہی اُس مصلحت ہو دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھاتے۔ بلکہ اُن کی خواہش ہوتی ہے کہ بے حمیت ہاتھوں کو وہ کاٹ دیں۔

تصوف کو تجریدی علم دائرے سے نکال کر عملی سپرٹ بنانے میں آپ کا ایک خاص کردا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آج انسانوں کی اصل ضرورت اللہ کی محبت اور معرفت ہے اور بلا جھجک میں کہوں گا کہ پیر صاحب کے پاس یہ دولت فراواں ہے۔

حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن کے عظیم صاحبزادوں کے علاوہ اُن کے خلفاء

میں حضرت میاں محمد حنفی سیفی اور حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز بڑے حکمت والے لوگ ہیں۔ اگر احتیاط کے ساتھ دینی کام جاری رہا تو امت اس دینی تحریک سے مستفید ہو سکتی ہے۔

حضرت پیر معظم سے میری چار ملاقاتیں ہوئیں۔ باڑہ میں آپ نے شفقت سے نوازا اور اپنے جملہ مریدین کو جماعت اہلسنت کا لشکر قرار دیا۔ سنی کانفرنس ملتان میں شرکت فرمائی تو محبت اور عقیدت دونوں کو ملاپ بخشا۔ ڈاکٹر محمد سرفراز سیفی کے گھر چکالہ میں شرف زیارت حاصل ہوا تو راہ خدا میں وارفتگی کا عجب منظر دیکھا۔ عبادت کے لیے راہوران کے دولت خانہ پر حاضری ہوئی تو سنورو گداز اور دومندی کے سمندر میں ڈوبا پایا۔ آپ کے صاحبزادگان میں جناب حمید جان سیفی اور حیدری صاحب اور آپ کے چھوٹے صاحبزادے مہمانوں کی خدمت میں کمر بستہ دیکھے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ خود مراعات درد کے پاسبان ٹھہرے ہیں۔

حضرت پیر صاحب کے بارے میں لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ آپ جنگل کی سیاہ رات میں جیسے روشنی کا ایک نقطہ ہوں اور آپ نے بہت سے لوگوں کو پیٹھ سے فسق و فجور کے بوجھ ہلکے کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں صحت و سلامتی سے نوازے۔

تائید حضرت علامہ سید تراب الحق شاہ قادری امیر جماعت اہلسنت صوبہ سندھ، کراچی

محترم القام پیر طریقت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کے سلسلے میں، ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان، حضرت علامہ مولانا سید شاہ ریاض حسین شاہ صاحب کے تحریر کردہ خیالات کی تائید اور اس سے اتفاق کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ پیر صاحب قبلہ کو مسلک اہلسنت کی خدمت، تبلیغ اور ترویج کے لیے صحت و عافیت اور طویل عمر عطا فرمائے، موصوف سے اور ان کے خلفاء و مریدین سے مسلک اہلسنت کو اسی طرح فائدہ پہنچتا رہے۔

تائید جگر گوشۂ غزالی زماں علامہ سید مظہر سعید کاظمی امیر جماعت اہلسنت پاکستان مہتمم جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان

گزشتہ دنوں سیفی حلقہ کے چند معزز احباب میرے پاس آئے اور حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی کے بارے میں میری تحریری رائے لینے کی خواہش

کا اظہار کیا۔ حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب سے میری صرف ایک ملاقات ہوئی ہے اور وہ بھی ہجوم میں انٹرنیشنل سنی کانفرنس ملتان منعقدہ اپریل 2000ء کے موقع پر۔ اس لیے میری معلومات ان کے بارے میں بہت محدود ہیں۔

میں نے اس مختصر ملاقات میں حضرت پیر سیف الرحمٰن صاحب کو نہایت متین، خلیق اور باوقار پایا۔ وہ بڑی خندہ پیشانی، گرم جوشی اور محبت سے مجھ سے ملے۔ انھوں نے اس موقع پر جماعت اہلسنت کے ساتھ بھرپور تعاون کا یقین دلایا اور اپنے تمام مریدین کو جماعت اہلسنت کا لشکر قرار دیا۔ آپ کا حلقۂ ارادت وسیع ہے۔ اور آپ کے تمام مریدین ماشاءاللہ متشرع اور دینی امور میں سرگرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص، دیانت و امانت اور ذوق وشوق کے ساتھ دین و مذہب اور مسلک وملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مرد کوہستانی

کسی بھی استاد کی پہچان اس کے شاگردوں سے ہوتی ہے اور کسی بھی پیر طریقت کا پتہ اس کے مریدین باوفا سے چلتا ہے حضرت پیر طریقت اخوندزادہ پیر سیف الرحمان صاحب دامت برکاتہم کے حلقہ ارادت میں جو بھی آتا ہے خوبصورت عمامہ شریف اورسنت کے مطابق داڑھی شریف اس کے سر اور چہرے کی زینت ہوتے ہیں ہماری اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ اس عشق مصطفیٰ ﷺ کی علمبردار جماعت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے تاکہ یہ جماعت اہل سنت و جماعت کی نمائندہ بن کر مقاصد فطرت کی نگہبان بنے آمین۔

(حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث محمد ریاض صدر مدرس دارالعلوم محمدیہ۔ بہ چک شہزاد اسلام آباد)

ایک انقلابی روحانی شخصیت

علامہ محمد مقصود احمد سابق خطیب جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور

راقم نے حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کے سالانہ عرس مبارک پر اجلاس کی صدارت کے لیے حضرت قبلہ پیر طریقت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب زید مجدہ کو جناب مولانا پیر عابد حسین سیفی کے توسط سے مدعو کیا۔ آپ نے کمال شفقت دعوت کو قبول فرمایا اور تشریف لا کر ہمیں ممنون و مشکور فرمایا۔ حضرت صاحب سے استدعا کی گئی کہ آپ تمام مغرب کی امامت سے ہمیں مشرف فرمائیں لیکن آپ نے راقم کو ارشاد فرمایا کہ آپ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتخاب ہیں۔ لہٰذا ہم آپ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ نماز سے قبل حضرت صاحب نے اپنا جبہ مبارک بطور تبرک راقم کو پہنایا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ذکر الٰہی کی باوقار محفل منعقد ہوئی۔ اس محفل سے متاثر ہو کر کثیر تعداد میں فساق اور بے راہرو افراد نے گناہوں سے توبہ کی اور صالح اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا عہد کیا۔ ان افراد کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں میں نے اس سے اندازہ لگا لیا کہ حضرت صاحب واقعی ایک روحانی شخصیت ہیں جن کی صرف ایک نگاہ سے ایسے بدقماش لوگوں کی سیرت سیۂ سیرت حسنہ میں تبدیل ہو گئی۔ حالانکہ ایسے لوگوں کو اس وقت تک صحبت میسر نہیں آئی تھی۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

دوسرے دن صبح کے ناشتہ میں ملاقات ہوئی تو راقم نے آپ سے مختلف مسائل پر عربی میں گفتگو کی۔ اس گفتگو کے دوران اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے وقت کے عظیم فقیہہ،

محدث، مفسر جامع المعقول والمنقول اور صحیح عاشق رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں ان کی شخصیت سے انتہائی متاثر ہوں اور ان کے تمام فتاوی جات کی تائید کرتا ہوں۔ آپ نے اس محفل میں طریقت کی اہمیت پر گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمتہ کا ارشاد "لولا السنتان لهلك النعمان" میں حرف سین مضموم ہے یعنی اسے السنتان پڑھا جائے تو اس میں ایک سنت سے مراد طریقت ہے اور دوسری سے شریعت بنابریں اس قول سے واضح ہوا کہ حضرت امام صاحب نے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے شریعت اور طریقت کے اسباق حاصل فرمائے۔

حضرت صاحب موصوف نہ تو میرے مرشد ہیں اور نہ ہی استاد۔ میں نے عرس کے حوالہ سے ان دو مجلسوں سے اندازہ لگایا کہ آپ اپنے وقت کے معتبر عالم دین ہیں۔ انتہائی متقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے عظیم پیکر ہیں۔ آپ اسلامی دنیا کی ایک انقلابی اور روحانی شخصیت ہیں۔ ہر دور میں اچھے لوگوں کی مخالفت ہوتی رہی ہے۔ آج کل بعض حضرات اپنی کم علمی یا تعصب کی بناء پر ان کی مخالفت کر رہے ہیں جو کہ سراسر انصاف کے منافی ہے۔

پیر طریقت رہبر شریعت پیر ارچی خراسانی حضرت سرکار سیف الرحمٰن دامت برکاتھم العالیہ کے مریدوں کو کامونکی میں میں نے دیکھا وہ دین کا کام کر رہے ہیں۔ لوگوں کو قرآن وسنت کی دعوت دے رہے ہیں ان کے اہلسنت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور کل شئی یرجع الی اصلہ کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ اگر ان کے مریدوں کے مریدوں کا یہ عالم ہے کہ وہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر کاربند ہیں تو حضرت قبلہ پیر سیف الرحمٰن صاحب کی شخصیت کا عالم کیا ہوگا۔ یہ سلسلہ نقشبندی مجددی ماتریدی سیفی ہیں۔ ان کی خانقاہ میں عین شریعت کے مطابق کام ہوتا ہے۔

(سید امداد حسین شاہ بخاری خطیب مرکزی جامع مسجد فیض مدینہ کامونکی ضلع گوجرانوالہ)

پیر طریقت رہبرِ شریعت

حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ یار جان سیفی صاحب مبارک

لطائف کی زندگی اور اس کا ادراک

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد قال اللہ تبارک و تعالیٰ الا لہ الخلق و الامر فتبارک اللہ احسن الخالقین

اللہ رب العزت نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا فرمایا، انسان کو اللہ رب العزت نے جو فضیلت و بہتری دی، وہ ملائکہ سے زیادہ ہے لیکن اس انسان کو جو پروردگار عالم کے آوامر پر لبیک کہے اور نواہی سے منع ہو۔ پھر پروردگار عالم نے انسان پر اپنے وصلٰ وقرب کے راستے کھول دیے ہیں۔ برخلاف مَلک، کہ ملائکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام ذکر وفکر وآوامر الٰہی میں مشغول ہیں۔ کوئی بھی ملک اپنے مقررہ مقام سے عروج نہیں کرسکتا پروردگار نے فرمایا **و ما منا الا لہ مقام معلوم** (ہم میں سے ہر ایک کو ایک معلوم مقام میں رہنا ہے)

لیکن انسانوں کو پروردگار عالم نے یہ قدرت عطاء کی ہے کہ وہ مقامات قرب ووصل طے کرسکتے ہیں اور اس قدرت کو اللہ رب العزت نے انسان کو جو عنصر خاک کا حامل ہے عطاء فرمایا

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوا لفضل العظیم۔(المنفقون/۴)

آیئے ذرا ملاحظہ کریں کہ انسان کے عروج، وصل اور قرب کے اس سفر میں کن کن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ویسے ضروریات تو بہت زیادہ ہے لیکن کامل ومکمل مرشد

سے منسلک ہونے کے بعد اور خاص کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ شروع کرتے وقت لطائف اور توجہ کی خاص ضرورت ہوتی ہے تو مختصراً لطائف کے بارے میں چند معروضات پیش ہیں۔ انسان کو اللہ رب العزت نے دس چیزوں سے مرکب فرمایا جس میں پانچ عالم امر کی، اور پانچ عالم خلق کی ہیں۔ عالم امران چیزوں کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے "امر کُن" سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور عالم خلق ان چیزوں کو کہا جاتا ہے۔ جو بتدریج یکے بعد دیگرے پیدا ہوئی ہیں۔

عالم امر کے پانچ لطائف ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی اخفی۔ عالم خلق کے بھی پانچ لطائف ہیں نفس اور عناصر اربعہ یعنی پانی، ہوا، آگ اور مٹی۔

آیئے پہلے عالم امر کے لطائف کے بارے میں تھوڑی سی معلومات حاصل کریں عالم امر کے لطائف میں پہلا لطیفہ قلب ہے۔ **قلب کیا ھے** ؟ قلب **مضخة متمر کزة فی جانب الاسیر** قلب گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جو انسان کے سینے میں بائیں طرف پستان سے دو انگل نیچے ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**

قلوب جمع ہے قلب کی مراد اس سے تمام لطائف عالم امر بھی کہتے ہیں اور قلب بھی اور فرمایا **لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید** (ق آیۃ 37)

اس قلب کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کی بے شمار احادیث طیبہ موجود ہیں۔ ایک حدیث شریف جو امام بخاریؒ نے روایت فرمائی ہے۔

الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب

پس معلوم ہوا کہ قلب انسان کے جسم میں ایک نہایت ہی ممتاز چیز ہے کیونکہ قلب کی اصلاح تمام جسم کی اصلاح ہے۔ اور قلب کا فساد تمام جسم کا فساد ہے تو گویا قلب اس مملکتِ جسم کا بادشاہ.صالح ہے تو رعایا بھی صالح ہوگی اور اگر بادشاہ خود فاسد ہوتو پھر رعایا بھی فساد کی طرف جاتی ہے۔

اس لئے مشائخ نقشبندیہ اپنے مریدین کو پہلا سبق لطیفہ قلب کا دیتے ہیں اور ذکر قلبی پر زیادہ زور دیتے ہیں تاکہ مرکز صحیح ہو جائے تو شاخیں بھی صحیح ہوں گی۔

ایک اور حدیث پاک میں جو امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات شریف میں نقل فرمائی ہے۔ **قال النبی ﷺ الشیطان جاسم علی قلب بنی آدم اذا ذکر خنس و اذا غفل وسوس**

پس معلوم ہوا کہ جب انسان کا قلب ذکر کر رہا ہوتو شیطان دور بھاگ جاتا ہے اور جب یہ قلب ذکر نہیں کر رہا ہوتا تو شیطان وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔

ایک اور حدیث قدسی شریف میں جو امام نووی اور امام مسلم نے روایت فرمائی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت فرماتا ہے۔ **لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن**

مولانا رومؒ نے اس حدیث قدسی کا ترجمہ فرمایا ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ھزاراں کعبہ یک دل بہتر است
کعبہ بناء خلیل آزر است
دل گزر گاہ جلیل اکبر است

من نگنجم در زمیں و آسمان
من بگنجم در دلِ مومن بیگماں

اسی وجہ سے مشائخ کرام نے قلب کو عرش اللہ کہا ہے کیونکہ ایک عالم کبیر اور ایک عالم صغیر ہے، عالم کبیر آسمان وزمین وتمام دوسری اشیاء کو کہتے ہیں اور عالم صغیر انسان کو کہتے ہیں۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ عالم کبیر میں ہے وہی عالم صغیر میں بھی ہے فلہذہ عالم کبیر میں عرش عظیم الشان برزخ ہے اور عالم صغیر میں قلب برزخ ہے اسی لئے قلب کو بھی عرش اللہ کہا گیا ہے۔

جب ہم نے قلب کی اہمیت کو جان لیا تو پھر یہ بھی جاننا چاہیے کہ اس نادر ہیرے کا کیا کریں پس مشائخ نے فرمایا کہ قلب کو اللہ کے ذکر سے آباد رکھو کیونکہ حدیث شریف میں ہے حضور نے فرمایا ہے کہ "ہر زنگ کو صاف کرنے کا آلہ ہوتا ہے اور قلب کے زنگ کو صاف کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔"

مشائخ نقشبند پہلے لطیفہ قلب کو اپنا روحانی تصرف اور توجہ فرما کر غفلت سے نکال کر ذکر کے دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔ یہ قلب تو گوشت کا لوتھڑا ہے لیکن اس کی ایک اصل ہے جس کو حقیقت جامعہ کہتے ہیں یہ اصل عرش عظیم الشان سے فوق ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات شریف میں جا بجا ذکر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب یہ قلب یعنی حقیقت جامع ذاکر ہو جائے تو بندہ اگر زبردستی غفلت چاہے تو بھی غفلت نہیں آتی۔

اور جب یہ قلب ذاکر ہو جائے تو اللہ رب العزت اور بندے کے درمیان جو ستر ہزار حجابات ہیں ان میں سے دس ہزار حجابات دور ہو جاتے ہیں اور بندہ اپنے آپ سے دور اور اللہ رب العزت کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور اس بندے کو حضرت آدم علیہ السلام کی ولایت نصیب ہو جاتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک نبوت ہوتی ہے اور ایک ولائیت، جس نبی کی ولایت سے حصہ مل جائے تو اس شخص کو اس نبی کی ولایت پر پکارا جاتا ہے مثلاً قلب ذاکر ہو اور عروج کرتا ہوا اپنے اصل تک پہنچ گیا اور حقیقت جامعہ بھی ذاکر ہو تو اس بندے کو ولایت آدم علیہ السلام سے حصہ دار سمجھا جائے گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ جب حقیقت جامع ذاکر ہو جائے تو پھر اگر اس بندے کو نوح علیہ السلام کی عمر دی جائے اور ہزار کوشش بھی کر لیں تب بھی غفلت حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ حقیقت جامع ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذاکر رہتی ہے۔ چاہے یہ بندہ سوئے، کھائے، پیئے، قضاء حاجت کرے، بولے، چلے پھرے ہر حال میں یہ حقیقت جامع ذاکر رہتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اکرم ﷺ کی حالت ذکر کے بارے میں فرماتی ہے۔ **کان رسول اللہ بذکر اللہ علی کل احیان** ہر حین میں تو کھانے پینے، چلنے پھرنے کی تمام حالتیں آ گئیں تو پھر جب بندہ بول رہا ہو یا منہ میں روٹی کا نوالہ ہو یا سو رہا ہو تو پھر ذکر کیسے کرے گا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ یہ ذکر قلبی تھا۔

حدیث شریف میں ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا **تنام عینای ولا ینام قلبی** میری آنکھیں سو جاتی ہیں مگر دل اللہ کے ذکر سے بیدار رہتا ہے۔

اسی حالت کو مشائخ نقشبند نے یادداشت سے تعبیر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں سالک کو اپنی محنت سے قلبی ذکر کرنا ہوگا اس مرتبہ کو "یاد کرد" کہتے ہیں اور جب یہ ذکر پختہ ہو یعنی حقیقت جامع بھی ذاکر ہو جائے تو پھر غفلت نہیں رہتی اسی کو یادداشت کہتے ہیں۔ کیا ہی خوب فرمایا حضرت مولانا رومؒ نے

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اسی طرح مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث شریف روایت فرمائی۔ آقا ﷺ نے فرمایا۔ **الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملککم وارفعھا فی درجاتکم و خیر لکم من انفاق الذھب والوارق و خیر لکم من ان تلقوا عدو کم فتضربوا اعنا قھم و یضربوا اعناقکم قالو بلی قال ذکر اللہ قال ابن الملک المرادمنہ ذکر القلبی** ہم نے مختصراً قلب اور قلب کے ذکر کے بارے میں چند کلمات عرض کیۓ تو اس لئے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں عالم امر کے پہلے لطیفہ قلب پر زیادہ زور اور توجہ دیتے ہیں تا کہ قلب اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کو سموئے اور آگے تقسیم کرے۔ اور قلب میں تجلی صفات فعلیہ کا ہونا ہے مزید تفصیل اگر لطیفہ قلب کی جاننا چاہو تو الفتوحات المکیہ مکتوبات امام ربانی، الحدیقۃ، غنیۃ الطالبین، تفسیر

ظہری، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان، مالا بدمنہ، فتاویٰ عزیزیہ، کشف المحجوب وغیرہ وغیرہ پڑھیں۔

اب آتے ہیں عالم امر کے دوسرے لطیفہ روح کی طرف اللہ رب العزت نے فرمایا۔

ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العم الا قلیلاً۔

جب پروردگار عالم نے خود فرمایا کہ آپ کو روح کے بارے میں نہیں دیا گیا مگر بہت تھوڑا علم، تو پھر روح کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں اور جو جانتے ہیں وہ بھی بہت قلیل۔

روح کیا ہے ؟ مشائخ عظام فرماتے ہیں کہ روح اللہ رب العزت کے امر سے پیدا ہوا اور جب یہ روح پیدا ہوا تو اللہ رب العزت کے شہود و مشاہدے اور اللہ رب العزت کے انوار و تجلیات میں مستغرق تھا۔ پھر جب پروردگار عالم نے اس روح کو امر فرمایا کہ انسان کے جسم میں چلا جا۔ جب روح انسان کے جسم میں آیا تو یہاں پر پہلے سے نفس موجود تھا۔ نفس کی چالبازیاں اور نخرے ناز و نزاکت بہت زیادہ تھے فلہٰذا روح نفس پر عاشق ہو گیا اور یہ عشق اتنا گہرا ہوا کہ روح اپنی اصلیت اور ذمہ داری بھول گیا۔ قانون یہ ہے کہ عاشق تو معشوق سے مرتبے میں اپنے آپ کو نیچا تصور کرتا ہے فلہٰذا روح جو کبھی شہود و مشاہدہ باری تعالیٰ میں محو تھا اب اس رذیل نفس سے بھی ارزل ہوا۔ پھر اللہ رب العزت اسی روح کے لئے ایک داعی بھیجتا ہے۔ وہ داعی اس روح کو پھر اپنے اصل مقام جو شہود و مشاہدہ تھا، کے لئے دعوت دیتا ہے۔ پس جس روح نے اس دعوت کو قبول کیا **فقد فاز فوزاً عظیماً**۔ اور جس روح نے

اس دعوت کورد کیا۔ تو پھر **فقد خسر خسراناً مبینا** ۔ ہواجب یہ روح دعوت قبول کر کے اپنے اصل کے طرف جاتا ہے۔ مختلف مقامات طے کرتا ہوا اصل مقام تک پہنچ جاتا ہے تو مشائخ نے اس کو سفر اپنے وطن تک سے تعبیر فرمایا ہے۔
اور مولانا رومؒ نے فرمایا:

بشنو از نئے چون حکایت میکند
و زجدا ئیہا شکایت میکند

ہکے لامکاں مکاں اسڈا ہکے آں بتاں وچ پھاسے
باہو نفس پلید پلید چا کیتا کوئی اصل پلید نا ہانسے

(سلطان باہوؒ)

پھراس روح کو یاد آجاتا ہے کہ میرا اصل مقام تو یہ تھا یہ مقام فرق بعد الجمع ہے۔ یہ روح اب ذوجہتیں بن جاتا ہے۔ ایک جہت فوق کے طرف اور ایک جہت تحت کے طرف پھر یہ روح واپس اس جسد میں آتا ہے اور بقیہ لطائف جن میں "سر" خفی "اخفی" بشمول نفس اللہ تعالیٰ کے انوار و فیوضات کی طرف بلاتا ہے یہ مقام جمع بعد الفرق کہلاتا ہے پھر روح انوار وتجلیات فوق سے لیتا ہے اور تحت میں تقسیم کرتا رہتا۔
روح کی دو جہات دو مختلف اقسام کی ہوتی ہیں جو جہت فوق کی طرف ہے وہ بہ نسبت عالم بیچون وبچگون ہوتا ہے لیکن بہ نسبت خالق عین چون ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں پر اکثر سالکین کو مغالطہ ہو جاتا ہے چونکہ سالک جب اصل روح کے مقام تک پہنچ جاتا ہے اور اُس کی نظر روح کے اُس جہت پر پڑ جاتی ہے جو فوق کی طرف ہے تو سالک یہ سمجھتا ہے کہ شاید یہ تجلی ذات ہے اور اس مقام میں سالک محبوس ہو جاتا ہے

یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے اور اگر کامل ومکمل شیخ کے ساتھ نسبت اور رابطہ نہ ہو تو پھر یہ سالک ہلاکت تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ مخلوق کو خالق تصور کر کے عبادت کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ ذات باری تعالیٰ نہیں بلکہ روح کی وہ طرف ہے جو فیض لیتی ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال اس مقام میں محبوس رہا اور جب میرا عروج لطیفہ سر کے مقام پر ہو گیا تو پھر میں سمجھ گیا کہ جس کو میں ذات تصور کر کے بیٹھ گیا تھا وہ تو روح کی ایک جہت تھی۔

جب آپ نے روح کی اہمیت اور حقیقت کو جانا تو پھر یہ بھی جان لو کہ روح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں دوسرا اسبق ہے جو دائیں پستان سے دو انگل نیچے سینے میں مستقر ہے یہ روح کا عارضی مقام ہے۔ اس طرح روح کا اصل قلب کے اصل سے فوق ہے اور فوقانیۃ اتنا ہے جتنا کہ اصل قلب زمین سے فوق ہے۔

جب یہ لطیفہ روح ذاکر ہو جاتا ہے تو اس انسان کو دو انبیاء علیہما السلام کی ولایت سے حصہ ملتا ہے یعنی روح حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے تحت اقدام ہے تو اس سالک کو ولایت نوحی وولایت ابراہیمی سے حصہ ملا۔ مزید دس ہزار حجابات قطع ہو گئے۔ بندہ اپنے آپ سے دور اور پروردگار عالم کے اور قریب ہوا وہ قرب جو بلا کیف ہے اور روح میں تجلی صفات ذاتیہ ثمانیہ حقیقیہ کا ہوتی ہے۔ روح کے بارے میں مزید تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔ مکتوبات امام ربانی، شرح مکتوبات قدسی آیات، فوائد مکیہ غنیۃ الطالبین ارشاد الطالبین، مکاتیب شاہ غلام علی دہلوی وغیرہ۔

اسی طرح عالم امر کا تیسرا لطیفہ سر ہے۔ **سر کیا ھے**؟ سر کہتے ہیں راز کو، لطیفہ سر سینے میں بائیں پستان سے دو انگل اوپر کی طرف واقع ہے۔ اللہ رب العزت

فرماتا ہے **انہ یعلم السر واخفیٰ** ۔حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی تفسیر اور اپنی کتاب ارشاد الطالبین میں یہ ثابت کیا ہے کہ اس سر سے مراد لطیفہ سر ہے اور **اخفیٰ** سے مراد لطیفہ **اخفیٰ** ہے۔ جو کہ عالم امر کے لطائف میں پانچواں لطیفہ ہے اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے بھی اس آیت شریف کو استدلالاً بہ ثبوت لطیفہ سر واخفی پیش فرمایا ہے۔

مولانا روم نے لطیفہ سر کے بارے میں فرمایا ہے کہ

ذکر خاص الخاص ذکر سر بود

ہر کہ ذاکر نیست او خاسر بود

لطیفہ سر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تیسرا سبق ہے اور مرشد کامل مکمل لطیفہ روح کے ذاکر ہونے کے بعد لطیفہ سر کا سبق دیتا ہے۔ جب اس بندے کا لطیفہ سر ذاکر ہوتا ہے تو اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولایت سے حصہ مل جاتا ہے اور مزید حجابات منقطع ہو جاتے ہیں یعنی دس ہزار مزید حجابات دور ہو گئے۔ اپنے سے دور اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو گیا وہ قرب جو بلا کیف ہے اور لطیفہ سر میں اس بندے کو اللہ رب العزت کی تجلی صفات شیونات مل جاتے ہیں۔ مزید تفصیلات کے لئے مکتوبات امام ربانی، عمدۃ المقامات، تفسیر مظہری، ارشاد الطالبین ملاحظہ فرمائیں۔

لطائف عالم امر کا چوتھا لطیفہ خفی ہے۔

خفی کیا ھے ؟ لطیفہ خفی کے بارے احادیث میں بہت زیادہ مواد ہے ایک حدیث پیش کر رہا ہوں۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

افضل الذکر الخفی الذی لا یسمع الحفظة سبعون ضعفاً

〈الحاوی للفتاویٰ〉

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ لطیفہ خفی کا ذکر کیا فضیلت رکھتا ہے اور نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اس لطیفہ کا نام لطیفہ خفی کیوں ہے اسی لئے اس لطیفہ کا ذکر وہ خفی ذکر ہے جو حضرات ملائکہ بھی نہیں سن سکتے۔

میاں عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کا تبین ازوی خبر نیست

یہ لطیفہ خفی جب ذاکر ہو جاتا ہے اور اپنے اصل تک پہنچ جاتا ہے تو اس سالک کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ولایت سے حصہ مل جاتا ہے اور دس ہزار مزید حجابات دور ہو جاتے ہیں۔ بندہ اپنے آپ سے دور اور اللہ رب العزت کے قریب ہو جاتا ہے وہ قرب جو بلا کیف ہے۔ اور اس لطیفے میں تجلیات صفات سلبیہ حاصل ہو جاتے ہیں۔ لطیفہ خفی دائیں پستان سے دو انگل اوپر واقع ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے الحاوی للفتاویٰ۔ الحدیقۃ الندیۃ، انوار قدسیہ ملاحظہ فرمائیں۔

اخفیٰ کیا ھے؟ عالم امر کے لطائف میں پانچواں لطیفہ اخفیٰ ہے۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں **فانه یعلم السر واخفٰی**

اشارۃ ہے لطیفہ **اخفیٰ** کی طرف جیسا کہ قبلاً ہم نے ذکر کیا امام ربانی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور عبدالغنی النابلسی رحمھم اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف کے ذیل میں لطیفہ سر **واخفیٰ** کا ثبوت دیا ہے اور تمام لطائف عالم امر میں یہ لطیفہ ایک نہایت ہی اعلیٰ اقدار وعزت وشرف کا حامل ہے۔ کیونکہ جو فیوضات وانوار وتجلیات اس لطیفہ **اخفیٰ** کے

حصے میں ہیں وہ کسی اور لطیفہ کے حصے میں نہیں اکثر مشائخ فرماتے ہیں کہ تجلی ذات کا ورد اس لطیفہ اخفیٰ پر ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ لطیفہ آقائے دو جہاں فخر عالم حبیب رب العالمین آقا و مولا حضور نبی اکرم ﷺ کے تحت قدم ہے اور جس کو کونین میں جو کچھ ملا ہے آپ ﷺ کے طفیل ملا ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت الشاہ احمد رضا خان بریلویؒ فرماتے ہیں۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

لطیفہ اخفیٰ جب ذاکر ہو جاتا ہے تو اس سالک کو آقائے نامدار مدنی تاجدار محمد عربی ﷺ کی ولایت سے حصہ مل جاتا ہے اور دس ہزار حجابات مزید منقطع ہو جاتے ہیں۔ بندہ اپنے آپ سے دور اور اللہ رب العزت کے قریب ہو جاتا ہے وہ قرب جو بلا کیف ہے اور اس لطیفہ میں سالک کو تجلائے شان جامع ملتا ہے۔ یہ لطیفہ انسان کے سینے کے بالکل وسط یعنی درمیان میں واقع ہے اور اس لطیفہ کا اصل لطیفہ خفی کے اصل سے فوق ہے۔

یہاں تک لطائف عالم امر کے بارے میں مختصراً عرض کیا اب تھوڑا بہت اُن پانچ لطائف کے بارے میں جن کا تعلق عالم خلق سے ہے۔ عرض کرتے ہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں جب سالک عالم امر کے پانچ لطائف کے اسباق مکمل کرتا ہے اور مرشد کامل و مکمل دیکھتے ہیں کہ اس سالک کے لطائف ذاکر ہیں اور ذکر کی علامات بھی مکمل ہیں تو پھر اس سالک کو لطائف عالم خلق شروع کرواتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں جذبہ مقدم ہوتا ہے امر سلوک بعد میں ہوتا ہے اور دوسرے طریق میں سلوک مقدم اور جذبہ مؤخر ہوتا ہے جذبہ قلب، روح، سر، خفی، **اخفیٰ** کے ذاکر ہونے اور اپنے اصول تک پہنچنے کو کہتے ہیں اور امر سلوک نفس کے اطمینان اور عناصر اربعہ کے اعتدال کو کہتے ہیں۔

چونکہ عالم امر کا تعلق جذبہ سے تھا فلہذا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مقدم ہوا اور عالم خلق کے لطائف کا تعلق سلوک سے تھا فلہذا جب عالم امر مکمل ہوا تو پھر عالم خلق شروع کیا بالفاظ دیگر جب جذبہ مکمل ہوا تو اب سلوک شروع کیا اور اس میں بہت زیادہ بحث موجود ہے۔ اگر زندگی نے وفا کی تو پھر کسی اور ایڈیشن میں بحث کریں گے۔ **فنشرع بلطائف عالم الخلق و باللہ نستعین** عالم خلق کا پہلا لطیفہ نفس ہے۔

نفس کیا ھے؟ نفس ایک جسم ہے لطیف یعنی نرم جو جاری ہے اس جسم کثیف میں یہ ہمارے تمام جسم میں موجود ہے ہمارے ہاتھ پاؤں میں آنکھوں میں کانوں میں دل میں یعنی جسم کے ہر ہر حصے میں موجود ہے۔ لیکن نفس کا مرکز کہاں ہے۔ اس میں مشائخ کرام سے مختلف اقوال منقول ہیں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ نفس کا مرکز پیشانی ہے جہاں بالوں کے اگنے کی آخری حد ہے وہاں پر ہے اور دلیل میں فرماتے ہیں کہ کسی کو اگر کوئی بات اچھی لگے تو بھی اثر ماتھے پر نمودار ہوتا ہے اور کوئی بات بری لگے تو بھی اثر ماتھے پر نمودار ہوتا ہے۔ حضرت بانورؒ جو کہ حضرت مجددؒ کے مرید تھے وہ فرماتے ہیں کہ نفس کا مرکز زیر ناف ہے۔ اور اسی طرح مختلف مشائخ کے مختلف اقوال ہیں۔

اللہ رب العزۃ نفس کے بارے میں فرماتے ہیں

ان النفس لامار بالسوء الا مارحم ربی۔ 〈سورۃ یوسف آیت 53〉

یٰایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبدی وادخلی جنتی 〈سورۃ الفجر آیت 27-30〉

واذکر ربک فی نفسک 〈سورۃ الاعراف 205〉

اورحدیث شریف میں ہے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزۃ نے فرمایا

عادِ نفسک فا نہ انتصب بمعاداتی

اپنے نفس کے ساتھ عداوت رکھو کیونکہ یہ میری عداوت پر مقرر ہے اور ایک اور حدیث شریف میں جو کہ حدیث قدسی ہے

اللہ رب العزۃ فرماتا ہیں

من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ۔جس نے مجھے اپنے نفس میں یاد کیا میں اُسے اپنے نفس سے یاد کروں گا۔

نفس کی تقسیم میں قرآن عظیم الشان نے خود فرمایا ہے۔ نفس سات قسم کا ہے۔ نفس امارہ۔ نفس لوامہ۔ نفس ملھمہ، نفس مطمئنہ، نفس راضیہ۔ نفس مرضیہ۔ نفس کاملہ

مشائخ عظام فرماتے ہیں انبیاء علیھم السلام اور اولیاء کاملین اور ملائکہ کے علاوہ تمام مخلوقات کا نفس ابتداء میں سرکش اور باغی ہوتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق اللہ رب العزۃ نے جب نفس کو پیدا فرمایا تو دریافت فرمایا کہ

اے نفس تو کون ہے اور میں کون ہوں نفس نے کہا کہ تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ اللہ رب العزۃ نے اس نفس کو ہزار سال جہنم کی آگ میں ڈالا ہزار سال کے بعد اللہ رب العزۃ نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں نفس نے پھر جواب دیا کہ تو تو ہے اور میں میں ہوں اللہ رب العزۃ نے اس نفس کو ہزار سال زمہریر میں ڈالا۔ پھر ہزار سال بعد پوچھا۔ تو وہی جواب دیا۔ اللہ رب العزۃ نے اس دفعہ اسے ہزار سال بھوک اور پیاس میں رکھا۔ ہزار سال کے بعد جب پھر دریافت فرمایا تو نفس اب مار کھا چکا تھا کہنے لگا تو میرا پروردگار اور میں آپ کی مخلوق ہوں۔

دیگر سلاسل کے بزرگوں نے اس روایت کو دلیل بنا کے فرمایا کہ نفس کی اصلاح کے لئے بھوک و پیاس میں کم گفتن کم خفتن کم خوردن کا فارمولا چاہئے لوگوں سے دور دینا سے کنارہ کش چلہ کاٹنا محنت و مشقت برداشت کر کے نفس کو صالح بنایا جاتا ہے۔ لیکن سلسلہ عالیہ نقشبندیہ دست بر کار و دِل با یار کرتے ہیں۔ وہ اپنی خداداد صلاحیت یعنی توجہ سے اس نفس کو جو برائی پر امر کرنے والا ہے لوامہ پھر مطمئنہ۔ پھر راضیہ بناتے ہیں۔

جیسا دستور اور قانون آقائے نامدار ﷺ کا تھا جو بھی مسلمان ہو کے آیا ایک نگاہ مرحمت سے لطائف بھی ذاکر اور نفس بھی مطمئنہ راضیہ مرضیہ بنا ڈالا

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں ہمارا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے کہ ایک صحبت میں کیا سے کیا ہوتا ہے۔

مولانا رومؒ نے کیا خوب فرمایا:

ہیچ نفس را نکشد جز ظل پیر دامن آن نفس کش راسخت گیر

یہ نفس جب مطمئنہ راضیہ مرضیہ ہو جاتا تو پھر حقیقت بندگی اور حقیقت عبادت میسر ہوتی ہے۔ پھر نفس کی چالبازیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے مراجعہ فرمائیں۔ تفسیر روح البیان۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر مظہری، مکتوبات امام ربانی۔ الفوائد المکیہ۔ الحدیقۃ الندیہ۔ غنیۃ الطالبین۔ کشف المحجوب ودیگر کتب مشائخ کرام۔

یہ لطیفہ نفس مجموعی طور پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں چھٹا لیکن لطائف عالم خلق میں پہلا سبق ہے۔

دوسرے لطائف عالم خلق کے 4 چار ہیں۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ مٹی۔

ان چاوروں عناصر کو عناصر اربع کہتے ہیں۔ اور ہر ایک کی اپنی اپنی خواہشات ہیں مثلاً پانی ہے اس میں فطرتاً سرکشی موجود ہے۔ آگ جلانے والی ہے۔ ہوا میں بھی طاقت اور مستی ہوتی ہے مٹی میں دنائت اور پستی ہوتی ہے۔ ان چاروں لطائف کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں نے ایک ہی لطیفہ بنایا ہے۔ اور اُس کا نام لطیفہ قالبی رکھا ہے چونکہ انسان کا قالب ان چاروں چیزوں سے مرکب ہے فلہٰذا ان کے مجموعہ کو قالبی کہا گیا ہے۔

جیسا کہ قبلاً میں نے اس طرف اشارہ کیا کہ اللہ رب العزۃ نے انسان کو عنصر خاک دے کر ترقی کا راستہ بھی دیدیا ہے۔ یہ عنصر چونکہ ملائکہ کرام میں نہیں ہے۔ آگ پانی اور ہوا کے عناصر ملائکہ میں موجود ہیں لیکن خاک کا عنصر نہیں فلہٰذا مشہور معروف واقعہ ہے کہ شب معراج جبرائیلؑ سدرۃ المنتہیٰ سے تھوڑا سا آگے جانے کے بعد فرماتے ہیں کہ آگے اللہ رب العزۃ کے انوار و تجلیات مجھے جلا ڈالیں گے لیکن آقائے نامدار ﷺ

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین اوادنیٰ کے مقام تک جاتے ہیں۔

چونکہ جبرائیلؑ میں عنصر خاک شامل نہیں فلہٰذا وہ اپنے مقام سے آگے نہیں جاسکتے ترقی نہیں کر سکتے بخلاف ان ہستیوں کے جو کہ اللہ کے مقرب ہیں لیکن انسان ہیں اور عنصر خاک رکھتے ہیں۔

پہلے ہم نے نفس کے بارے میں پڑھا کہ نفس اطمینان حاصل کرتا ہے لیکن عناصر اربعہ اطمینان کے مرتبے تک نہیں جاتے ان عناصر میں اعتدال تو آسکتا ہے لیکن یہ مکمل قبول نہیں کرتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک غزوہ سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو فرمایا **رجعنا من الجهاد الا صغر الی الجهاد الاکبر**۔ یہ کونسا جہاد تھا جس کو اکبر کہا گیا اگر یہ نفس کے ساتھ مجاہدہ تھا تو حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے نفس تو مطمئنہ تھے راضیہ مرضیہ تھے تو پھر کونسا جہاد تھا؟ یہ جہاد عناصر کے ساتھ تھا جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ عناصر اربعہ کے ساتھ ہمیشہ جنگ جاری رہتی ہے یہ کبھی بھی اطمینان کے مرتبے تک نہیں آتے بلکہ اعتدال پر آتے ہیں اور پھر کبھی دوبارہ اپنے عروج اور ہستی کی طرف جاتے ہیں جیسا کہ اس حدیث شریف میں اشارہ ہوا ہے کہ **الجهاد مضی الی یوم القیمة**۔

یہ لطیف قالبی سر کی چوٹی کے درمیان واقع ہے۔

اوران لطائف کی تکمیل کے بعد مرشد کامل ومکمل اپنے مرید کو نفی اثبات کا سبق دیتا ہے جو کہ نفی ماسویٰ اللہ کرتا ہے اور اثبات اللہ کرتا ہے۔

لا معبود الا اللہ ،لا مقصود الا اللہ،لا مطلوب الا اللہ،

لا موجود الا اللہ

جس دم کے ساتھ ان چار معانیوں میں سے کسی ایک معنی کا تصور کر کے کلمہ طیبہ کا ورد تصور سے کرتے ہیں۔

سب سے پہلے سانس بند کریں پھر کلمہ لا کو ناف سے شروع کریں اور قالبی تک لائیں اور اِلٰــــــہَ کو دائیں کاندھے تک اور الا اللہ کی ضرب زور سے قلب (پہلے سبق) پر لگائیں تا کہ اسکی حرکت اور حرارت دوسرے لطائف تک پہنچے تو گنتی کریں انگلیوں یا تسبیح پر جب سانس تنگ ہونے لگے مزید نہ روک سکیں تو طاق عدد پر چھوڑ دیں اور سانس چھوڑتے وقت تصور میں مُـحَـمَّـدُ رَّسُول الـلّٰــہ ﷺ پــڑھیں اور یہ دعا بھی تصور میں پڑھیں۔ اَلٰھِـی اَنْتَ مَقصُودِی وَرِضَـاكَ مـطـلُـوبِی اَعطِنِی مَحَبَّۃَ ذَاتِکَ وَ مَعرِفَتَ صِفَاتِکَ اور چار معنوں میں سے کسی ایک معنی کا تصور رکھیں۔

فضائل ذکراللہ

آٹھویں صدی ۷۵۱ھ کے ایک بہت بڑے محدث اور محقق نے فضائل ذکر کے موضوع پر عربی میں ایک جامع رسالہ "اَلوابِل الصَّیب" کے نام سے تحریر کیا جس میں ذکر کے سو سے زائد فوائد وثمرات بیان کیے گئے ہیں ان میں سے کچھ کا ترجمہ عوام الناس کے استفادہ کے لئے بالترتیب درج کیا جاتا ہے تاکہ غافلین میں بھی ذکر کے لئے ترغیب وتحریص پیدا ہو اور عاملین کے ایمان و ایقان اور ثبات میں بھی اضافہ ہو۔

ذکر کے فائدے:۱۔اللہ کے ذکر سے شیطان دُور بھاگتا ہے۔ذکر اُس کی طاقت کو ختم کر دیتا ہے۔۲۔اللہ کا ذکر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔۳۔ذکر پریشانی و غم دُور کرتا ہے۔۴۔ذکر دل میں نشاط وانبساط اور فرحت وسرور پیدا کرتا ہے۔۵۔ذکر (قلب) دل وجسم کو قوت بخشتا ہے۔۶۔اللہ کا ذکر چہرے کو پُرکشش اور دل کو روشن کرتا ہے۔۷۔اللہ کا ذکر رزق کو فروانی بخشتا ہے۔۸۔اللہ کا ذکر کرنے والے کو ہیبت وجلالت اور مٹھاس حلاوت کا لباس پہنایا جاتا ہے یعنی اس کے چہرے پر نظر کرنے والے کے دل میں اسکا رعب بھی پیدا ہوتا ہے اور اس کے لئے حلاوت و رغبت کا سبب بھی بنتا ہے۔۹۔اللہ کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی حقیقی محبت پیدا ہوتی ہے جو کہ روحِ اسلام اور سعادت ونجاتِ دارین ہے جو شخص محبت باری تعالیٰ چاہتا ہے اُسے کثرت سے ذکر کرنا چاہیے۔جس طرح تعلیم وتکرار علم کا دروازہ ہے اسی طرح ذکر باری تعالیٰ اُس کی محبت کا دروازہ ہے۔۱۰۔اللہ کے ذکر سے مراقبہ کی حقیقت نصیب ہوتی ہے جو کہ تصوف میں مرتبہ احسان تک پہنچا دیتی ہے اور یہ ایسا مرتبہ ہے جس میں

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا وہ لطف حاصل ہوتا ہے کہ عبادت گزار گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ ۱۱۔ اللہ کے ذکر سے رجوع الیٰ اللہ پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی ذات اسکی جائے پناہ بن جاتی ہے اور وہ ہر دکھ درد اور مصیبت میں اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ۱۲۔ اللہ کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کا قرب پیدا ہوتا ہے اور جتنا اس میں اضافہ ہوتا ہے اُتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اُتنی ہی اللہ تعالیٰ سے دوری ہوتی ہے۔ ۱۳۔ اللہ کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا دروازہ کھلتا ہے۔ ۱۴۔ اللہ کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور اُسکی بڑائی دل میں پیدا ہوتی ہے اور اُسکی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ ۱۵۔ اللہ کا ذکر اللہ کی بارگاہ میں یاد کا سبب ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا" اور اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا رحمتوں کا نزول ہے۔ ۱۶۔ اللہ کا ذکر دل کو زندہ رکھتا ہے۔ ۱۷۔ اللہ کا ذکر دل اور روح دونوں کی خوارک ہے جیسا کہ جسم کی خوارک عام اناج (فروٹ، سبزیاں اور اجناس وغیرہ) ہے۔ ۱۸۔ اللہ کا ذکر دل کا زنگ صاف کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "لِكُلِّ شَيْءٍ صقالة صِقَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللّٰهِ" ہر چیز کو زنگ دور کر کے چمکایا جاتا ہے اور دلوں کی چمک اللہ کے ذکر سے ہے"۔ ۱۹۔ ذکر لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے۔ ۲۰۔ بندہ غافل کو اللہ تعالیٰ سے جو وحشت ہوتی ہے ذکر اسے دور کرتا ہے جو کہ غافل کے دل پر ہر وقت رہتی ہے۔ ۲۱۔ جن الفاظ میں بندہ ذکر کرتا ہے وہ کلماتِ اذکار عرش کے چاروں طرف گھومتے ہوئے ہلکی ہلکی آواز میں گنگنا کر اس شخص کا ذکر کرتے ہیں۔ ۲۲۔ جو شخص راحت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ اس کی مصیبت کے وقت اسے یاد

کرتا ہے۔ ۲۳۔ ذکر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔ ۲۴۔ ذکر سکینہ اور رحمت کے اترنے کا سبب اور فرشتوں کے رحمت والے پروں میں چھپانے کا ذریعہ ہے۔ جبکہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ لَا یَقْعُدُ قَومٌ ''یَذْکُرُونَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَ غَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَ نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَ ذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِی مَنْ عِنْدَہٗ" جب کوئی جماعت ذکر اللہ کے لئے بیٹھتی ہے تو رحمت کے فرشتے انہیں اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں اور ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اُن پر فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں"۔ ۲۵۔ ذکر اللہ کی برکت سے زبان غیبت، چغلخوری، جھوٹ، بدگوئی اور لغویات سے محفوظ رہتی ہے۔ ۲۶۔ ذکر کی مجالس ومحافل فرشتوں کی محافل ہیں اور غافلین کی محافل شیاطین کی محافل ہیں۔ ہر ایک شخص سوچے کہ ان میں سے کس کو اختیار کرنا ہے۔ ۲۷۔ ذکر اللہ کی وجہ سے خود ذکر کرنے والا اور اس کے ساتھ ملنے والے بھی سعید یعنی نیک بخت ہو جاتے ہیں اور غفلت ولغویات میں مبتلا ہونے والا خود بھی بدنصیب ہو جاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والے بھی۔ ۲۸۔ ذکرُ اللہ کرنے والا قیامت کے دن حسرت وافسوس سے محفوظ ہوگا کیونکہ حدیث طیبہ میں ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو قیامت کے دن حسرت ونقصان کا سبب ہوگی۔ ۲۹۔ ذکر اللہ کے ساتھ تنہائی کا رونا بھی نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن شدید گرمی میں جبکہ ہر شخص میدان محشر میں شدت گرمی سے بلبلا رہا ہوگا یہ شخص عرش کے سایہ میں ہوگا۔ ۳۰۔ ذکر اللہ میں مشغول رہنے والوں کو ان سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے جو دعائیں مانگنے والوں کو ملتی ہیں کیونکہ حدیث مبارکہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جس

شخص کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا میں اسکو دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرونگا۔۳۱۔ ذکر اللہ باوجود آسان ترین عبادت ہونے کے تمام نفلی عبادتوں سے افضل ہے اس لئے کہ زبان کو حرکت دینا بدن کے جملہ اعضاء کو حرکت دینے سے آسان ہے۔۳۲۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر جنت کے پودے ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ اَنَّ الجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّربَةِ عَذْبَةُ المَاءِ وَ انها قِيْعَانُ اَنَّ غِراسَهَا سُبحَانَ اللّٰهِ وَ الحَمْدُ للّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (ترمزی) جنت کی مٹی بھی عمدہ پاکیزہ ہے اور پانی نہایت لذیذ ہے لیکن وہ بالکل چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے (درخت) سبحان اللہ الحمدللہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر یعنی ذکر ہے۔۳۳۔ جس قدر بخشش اور انعام کا وعدہ ذکر اللہ پر ہے اتنا کسی اور عمل پر نہیں۔۳۴۔ ذکر اللہ پر ہیشگی کی وجہ سے انسان اپنے نفس کو بھولنے سے بچ جاتا ہے جبکہ اپنے نفس کو بھولنا شقاوت دارین کا سبب ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَاتَكُونُو كَالَّذِيْنَ نَسُوااللّٰهَ فَاَنسٰهُمْ اَنفُسَهُمْ اُولٰئكَ هُمُ الفَاسِقُونَ (سورہ حشر) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی جانوں سے بھی بے پرواہ بے خبر کر دیا یعنی وہ اپنے حقیقی فوائد کو بھول گئے جیسے کوئی شخص اپنے کاروبار سے غافل ہو جاتا ہے۔۳۵۔ ذکر اللہ سے انسان کو ترقی وعروج نصیب ہوتا ہے یعنی جوں جوں یہ کثرت ذکر میں مشغول ہوتا ہے اس طرح اس کے اُخروی ثمرات بڑھتے رہتے ہیں اور دنیوی امور میں بھی برکت بڑھتی رہتی ہے۔۳۶۔ ذکر کا نور دنیا میں بھی ساتھ رہتا ہے اور آخرت میں پل صراط پر آگے آگے روشنی دے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَجَعَلْنَا لَهُ

نوراً یَّمشِی بہ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُہ، فِی الظُّلُمَاتِ لَیسَ لَہ، بِخَارِجٍ مّنھَا (سورہ انعام) "ہم نے اسے ایسا نور دے دیا ہے کہ وہ اس نور کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے یعنی وہ نور ہر وقت اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیا ایسا شخص بد حالی میں اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو گمراہیوں کی تاریکیوں میں گھرا ہوا ہے اور اس سے نکلنے نہیں پاتا اس نور کی روشنی بقدر اعمال ہوگی جو شخص جتنا کثرت سے ذکر کرے گا اتنی ہی اُسکی روشنی بڑھے گی۔ ۳۷۔ ذکر تصوف کا اصل الاصول اور بنیاد ہے اور تمام صوفیائے کرام کا طریقہ ہے جس شخص کے لئے ذکر اللہ کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ تک رسائی کا دروازہ کھل گیا۔ ۳۸۔ آدمی کے دل میں ایک گوشہ ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی نہیں بھرتا۔ اور ذکر جب دل میں داخل ہوتا ہے تو وہ اس گوشے کو پُر کر دیتا ہے بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے اور بغیر کنبہ، جماعت کے لوگوں کے دلوں میں عزت والا بنا دیتا ہے اور بغیر سلطنت کے بادشاہ بنا دیتا ہے۔ اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ باوجود دولت، کنبہ اور حکومت کے ذلیل و خوار اور بے وُقعت ہوتا ہے۔ ۳۹۔ ذکر اللہ پراگندہ اور بکھرے ہوئے خیالات کو مجتمع کر دیتا ہے اور دل میں جمع شدہ لغو، تفکرات و پریشانیوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور آخرت کی دوری کو قریب اور حرصِ دنیا کی قُربت کو دور کر دیتا ہے۔ ۴۰۔ ذکر قلبِ انسان کو خوابِ غفلت سے جگاتا ہے جب کہ دل جب تک سویا رہتا ہے جملہ منافع سے محروم رہتا ہے۔ ۴۱۔ ذکر اللہ ایک درخت ہے جس پر معارفت خُدا کے پھل لگتے ہیں اور جتنی ذکر کی کثرت ہو گی اس درخت کی جڑیں مضبوط ہونگی اُتنا ہی اس پر زیادہ پھل لگے گا۔ ۴۲۔ ذکر اللہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب

ومعیت ملتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْ
اور اسیطرح حدیث مبارکہ ہے کہ انا مع عبدی ماذ کرنی میں اپنے بندہ
کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے، الغرض ذکر سے جو معیت باری تعالیٰ
ملتی ہے اسکی مثال نہیں۔۴۳۔ ذکر اللہ غلاموں کو آزاد کرنے، اموال کا راہ خدا میں
خرچ کرنے اور راہ خدا میں جہاد کرنے کے برابر اجر ہے اور متعدد روایات اس کی گواہ
ہیں۔۴۴۔ ذکر اللہ شکر کی جڑ ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انعامات باری تعالیٰ پر
جب شکر ادا کرنے کا طریقہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمھاری زبان ہر وقت ذکر
سے تر رہے۔۴۵۔ متقی لوگوں میں سب سے زیادہ اور معزز اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ لوگ
ہیں جو ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی لئے تقویٰ کا صلہ جنت ہے اور ذکر کا صلہ
معیت باری تعالیٰ ہے۔۴۶۔ انسانی دل میں ایک خاص قسم کی قساوت (سختی) ہے جو
ذکر کے سوا کسی چیز سے بھی نرم نہیں ہوتی۔۴۷۔ ذکر قلبی (Heart) بیماریوں کا علاج
ہے۔۴۸۔ ذکر اللہ تعالیٰ سے دوستی کی بنیاد ہے اور غفلتِ ذکر اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی
بنیاد ہے۔۴۹۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز نعمتوں کو اپنی طرف کھینچ کر لانے
والی اور عذاب الٰہی کو ہٹانے والی نہیں۔۵۰۔ ذکر کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت
(صلوٰۃ) اور فرشتوں کی دعا (صلوۃ) ہوتی ہے۔۵۱۔ جو شخص یہ چاہے کہ دنیا میں
رہتے ہوئے جنت کے باغوں کی سیر کرے تو ذکر کی مجالس میں بیٹھے کیونکہ یہ مجالس
جنت کے باغ ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب آپ جنت کی کیاریوں سے
گزریں تو اس میں سے کچھ حاصل کرلیں تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جنت
کی کیاریوں کیا ہیں؟ تو فرمایا کہ ذکر کے حلقے جنت کی کیاریاں کیا ہیں۔۵۲۔ ذکر اللہ

کی مجالس فرشتوں کی مجلسیں ہیں۔ ۵۳۔ اللہ فرشتوں کے سامنے ذکر کرنے والوں پر فخر فرماتا ہے۔ ۵۴۔ ذکر اللہ پر ہمیشگی کرنے والا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا۔ ۵۵۔ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں۔ ۵۶۔ جملہ اعمال میں وہی عمل افضل ہے جس میں ذکر کثرت سے کیا جائے۔ مثلاً روزوں میں وہ روزہ افضل ہے جس میں کثرت سے ذکر اللہ ہو۔ اس طرح نماز، حج، جہاد وغیرہ۔ ۵۷۔ ذکر نفل ہے اور دیگر جملہ نوافل کے قائم مقام ہے جیسا کہ روایتوں میں آتا ہے کہ صحابہ کرام سے آنحضورﷺ نے نماز کے بعد سُبحان اللّٰه، اَلحمدُ لِلّٰه اور اللّٰه اکبر کا ذکر مبارک پڑھ کر ان کے برابر ثواب پانے کا فرمایا۔ ۵۸۔ ذکر دیگر عبادات کے لئے بڑا معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے کہ ذکرؒ کی کثرت سے ہر عبادت محبوب بن جاتی ہے اور اس میں لذت آنے لگتی ہے۔ اور پھر کسی بھی عبادت میں مشکل اور بھاری پن نہیں رہتا۔ ۵۹۔ ذکر کی وجہ سے ہر مشقت آسان اور ہر مصیبت زائل ہو جاتی ہے۔ ۶۰۔ کثرتِ ذکر سے خوف و ہراس دور ہو جاتا ہے اور خطرات کے مقام پر اطمینان و سکون ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَا بِذِکرِ اللّٰہِ تَطمَئِنُّ القُلُوب ؕ خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان و سکون ملتا ہے

الغرض یوں تو ذکر لسانی کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے مگر ذکر خفی اس سے ستر (70) گنا زیادہ اجر ثواب رکھتا ہے۔ جس طرح محبوب و محبّ کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جس سے کوئی دوسرا آگاہ نہیں ہوتا اسی طرح عبد و معبود کے درمیان بھی ایک رمز وہ ذکر قلبی یا ذکر خفی ہے۔

میانِ عاشق و معشوق رمزِ ے است
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ بہترین ذکر، ذکرِ خفی ہے اور بہتر رزق وہ ہے جو کفایت کر جائے یعنی اتنا کم نہ ہو کہ گذرِ اوقات نہ ہو سکے اور نہ اتنا زیادہ ہو کہ تکبر و خودسری اور برائیوں، عیاشیوں میں مبتلا ہو جائے، (بیہقی شعب الایمان۔ مسند احمد)

مسند ابو یعلی میں روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضور ﷺ کا ارشاد گرامی نقل کیا کہ وہ ذکرِ خفی جسے فرشتے بھی نہ سن سکیں اس ذکر سے جسے فرشتے سن سکیں ستر (70) درجے زیادہ ہے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جملہ مخلوق کو حساب کے لئے جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین اعمالنامے لیکر آئیں گے تو ارشاد باری تعالیٰ ہوگا کہ فلاں شخص کے اعمالنامے کو دیکھو کیا کچھ باقی ہے تو فرشتے عرض کریں گے کہ ہم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جو لکھ کر محفوظ نہ کر لی ہو۔ تو اس وقت ارشاد باری تعالیٰ ہوگا ہمارے پاس اسکی ایسی نیکی باقی ہے جو تمھارے علم میں نہیں اور وہ ذکر خفی ہے۔

﴿پیر طریقت حضرت علامہ مولٰنا شاہ رحمان سعیدی محمدی سیفی﴾

نیز اللہ تعالیٰ کو تفکر فی الخلق یعنی کائنات میں غور فکر اور ذکر خفی بہت پسند ہے۔

امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ یہ تدبر فی الخلق افضل عبادت اس لئے ہے کہ اس میں ذکر کی حقیقت تو ہے ہی مگر دو اضافی چیزیں بھی ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی معرفت تو مہ غور و فکر معرفت کی کنجی ہے دوسری اللہ تعالیٰ کی محبت کہ غور و فکر سے محبت بھی پیدا ہوتی ہے اور یہ غور و فکر جسے بعض اہل تصوف و طریقت مراقبہ کی ایک قسم کہتے ہیں۔ ذکرِ اللہ کی کثرت سے مراقبہ کا صحیح لطف حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کسی قسم کی کوتاہی جو عبادات نفلیہ میں ہو جائے اللہ کے ذکر کی کثرت سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔ حضرت انسؓ نے حضور ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہے نفاق سے برأت ہے شیطان سے حفاظت ہے اور جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے ان منافع کی وجہ سے اللہ کا ذکر بہت سے عبادتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے بالخصوص شیطان کے تسلط سے بچنے میں اس کو خاص دخل ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان گٹنے جمائے ہوئے آدمی کے دل پر مسلط رہتا ہے جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ عاجز و ذلیل ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے آدمی غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے اسی لئے قرآن کریم میں ربِ کائنات نے فرمایا اُس کا کہنا نہ مانے جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا (س بنی اسرائیل پ 15) اِسی لئے صوفیائے کرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں تا کہ قلب میں اس کے وساوس کی گنجائش نہ رہے اور وہ اتنا قوی ہو جائے کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہی راز ہے کہ صحابہ کرامؓ کو حضور ﷺ کے فیض صحبت سے یہ قوت قلبیہ اعلیٰ درجہ پر حاصل تھی تو ان کو ضربیں لگانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ حضور ﷺ کے زمانے اقدس سے جتنا بُعد (دُوری) ہوتا گیا اُتنی ہی قلب کے لئے اس مقوی خمیرہ قلب کی ضرورت بڑھتی گئی۔ اب قلوب

اس درجہ ماؤف ہو چکے ہیں کہ بہت سے علاج سے بھی وہ درجہ قوت کا تو حاصل نہیں ہوتا لیکن جتنا بھی ہو جائے وہی بصد غنیمت ہے وبائی مرض میں جس قدر کمی ہو بہتر ہے ایک بزرگ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے اللہ جلَّ شانہ سے دعا کی کہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی صورت اُن پر منکشِف ہو جائے کہ وسوسہ کس طرح ڈالتا ہے تو انہوں نے دیکھا کہ دل کے بائیں جانب کاندھے کے پیچھے مچھر کی شکل سے بیٹھا ہے۔ ایک لمبی سی سونڈ منہ پر ہے جس کو سوئی کی طرح دل کی طرف لے جاتا ہے اس کو ذاکر پاتا ہے تو جلدی سے اس سونڈ کو کھینچ لیتا ہے، غافل پاتا ہے تو اس سونڈ کے ذریعے وَساوِس اور گناہوں کا زہر انجکشن کے طریقہ سے دل میں بھرتا ہے۔ ایک حدیث میں یہ بھی مضمون آیا ہے کہ شیطان اپنی ناک کا اگلا حصہ آدمی کے دِل پر رکھے ہوئے بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ذِلّت سے پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو اس کے دِل کو لُقمہ بنالیتا ہے۔ حُضور ﷺ کا اِرشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔ اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے رب کے نام کا ذکر کرو صبح و شام (مزمل)۔ رب، رحیم، کریم، رحمٰن، ستار، غفار، رازق یہ سارے اللہ کے صفاتی نام ہیں اور اسمِ اعظم ذاتی، نام صرف اللہ ہے۔

علاّمہ شامیؒ نے حضرت امام اعظمؒ سے نقل کیا ہے کہ اسمِ اعظم اسمِ اللہ ہے اور لکھا ہے کہ یہی قول علاّمہ طحاویؒ اور بہت سے علماء سے نقل کیا گیا ہے اور اکثر عارفین (اکابر صوفیہ) کی یہی تحقیق ہے اسی وجہ سے ان کے نزدیک ذکر بھی اسی پاک نام کا کثرت سے ہوتا ہے سیدُ الطّائفہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نوَّر اللہ مرقدہ

سے بھی یہی قول نقل کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اسمِ اعظم 'اسم اللہ' ہے بشرطیکہ جب تو اس پاک نام کو لے تو تیرے دل میں اُس کے سوا کچھ نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ عوام کے لئے اس پاک نام کو اس طرح لینا چاہیئے کہ عظمت اور خوف کے ساتھ ہو اور خواص کے لئے اس طرح ہو کہ اس پاک نام والے کی ذات وصفات کا بھی اِستحضار رہو، اور اَخصّ الخَواص کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس پاک ذات کے سوا دِل میں کوئی چیز بھی نہ ہو کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں بھی یہ مبارک نام بہت کثرت سے ذکر کیا گیا ہے۔ دو ہزار تین سو ساٹھ بتاتے ہیں شیخ اسمٰعیلؒ فرغانی کہتے ہیں کہ مجھے ایک اسمِ اعظم سیکھنے کی تمنّا تھی مجاہدے بہت کرتا تھا کئی کئی دن فاقے کرتا حتی کہ فاقوں کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر جاتا۔ ایک روز میں دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ دو آدمی مسجد میں داخل ہوئے اور میرے قریب کھڑے ہو گئے۔ مجھے ان کو دیکھ کر خیال ہوا کہ یہ فرشتے معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تُو اسمِ اعظم سیکھنا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں بتا دیجئے۔ میں یہ گفتگو سُن کر غور کرنے لگا۔ اُس نے کہا وہ اسم، اسم اللہ ہے بشرطیکہ صدقِ لجَا سے ہو شیخ اسمٰعیلؒ کہتے ہیں کہ صدقِ لجَا کا مطلب یہ ہے کہ کہنے والے کی حالت اس وقت ایسی ہو کہ جیسا کوئی شخص دریا میں غرق ہو رہا ہو اور کوئی بھی اُس کو بچانے والا نہ ہو تو ایسے وقت جس خُلوص سے نام لیا جائے گا وہ حالت مراد ہے اسمِ اعظم معلوم ہونے کے لئے بڑی اہلیّت اور بڑے ضبط وتحمّل کی ضرورت ہے۔

ایک بزرگ کا قصّہ لکھا ہے کہ ان کو اسمِ اعظم آتا تھا ایک فقیر اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے تمنّا واِستدعا کی کہ مجھے بھی سکھا دیجئے۔ اُن بزرگوں نے فرمایا کہ تم میں اہلیّت ہے فقیر کو فرمایا کہ اچھا فلاں جگہ جا کر بیٹھ جا جو واقعہ پیش آئے مجھے خبر

دو۔ فقیر اس جگہ گئے دیکھا کہ بوڑھا شخص گدھے پر لکڑیاں لادے آرہا ہے سامنے سے ایک سپاہی آیا جس نے اس بوڑھے کو مار پیٹ کر لکڑیاں چھین لیں۔ فقیر کو اُس سپاہی پر بہت غُصہ آیا واپس آکر بزرگوں سے سارا قصّہ سُنایا اور کہا کہ مجھے اگر اسمِ اعظم آجاتا تو اُس سپاہی کے لئے بدُ دعا کرتا۔ بزرگوں نے فرمایا اس لکڑی والے ہی سے میں نے اسم اعظم سیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صبر و استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر فرض کی ایک حد مقرر فرمائی ہے (مثلاً نماز کی رکعت، زکوۃ، حج اور روزہ وغیرہ) سوائے ذکر کے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ذکر کرو کھڑے، بیٹھے، کروٹوں پر لیٹے، رات میں ہو یا دن میں خشکی ہو یا تری میں، سفر میں ہو یا حضر میں، غنا میں فقر میں تندرستی میں اور بیماری میں پوشیدہ یا ظاہر (بحوالہ خزائن العرفان، النساء 130)

نوٹ: اسطرح کا ذکر وہی شخص کرسکتا ہے جس کا قلب ذاکر ہو ورنہ زبان سے ایسا ذکر ممکن نہیں۔

﴿ محمد شبیر مظفر سیفی ﴾







پروپرائیٹر: ماسٹر محمد فیاض محمدی سیفی